ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۹	شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ / ستمبر ۲۰۰۷ء	جلد : ۱۵

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش.............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ..................... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ.............................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش ''بیت الحمد'' : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۰
حکیم فیض عالم کی بے راہ رَوی	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۲
اَحادیثِ مبارکہ اور رَمضان المبارک	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۱۸
تقریب ختم بخاری شریف		۲۱
مرثیہ مولانا عبدالرشید غازیؒ	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۳۳
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۳۴
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۳۸
ظہار اور روزہ توڑنے میں کفارہ بالصوم	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۴۱
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۰
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۵۳
دینی مسائل		۵۷
تقریظ وتنقید		۵۹
اخبار الجامعہ		۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

ریپبلکن پارٹی کی طرف سے امریکہ کے صدارتی اُمیدوار ٹام ٹینکریڈو نے ۲؍اگست کو اپنی انتخابی مہم کے دَوران واشنگٹن کے ریسٹورنٹ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا :

> ''امریکہ کو بچانے کے لیے مکہ اور مدینہ پر حملہ کیا جاسکتا ہے مسلمانوں کو یہ بتادینا کافی ہے کہ امریکہ پر ایٹمی حملے کی صورت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر جوابی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ مسلمانوں کے مقدس شہروں کو نشانہ بنا کر ہی امریکہ کو دہشت گردوں کے حملوں سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے واشنگٹن جلد فیصلہ کرے۔ صدر بن گیا تو ایٹمی حملوں کی صورت میں فیصلہ کروں گا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو کس طرح نشانہ بنایا جاسکتا ہے''۔

مذکورہ صدارتی اُمیدوار اِس سے قبل ۲۰۰۵ء میں بھی اِسی قسم کا بیان دینے کی جسارت کرچکا ہے جبکہ اس سے قبل کی انتخابی مہم کے دَوران اُس وقت کے صدارتی اُمیدوار غالبًا جان کیری نے یہ بیان دیا تھا کہ ''امریکہ کو فورًا سعودی عرب پر حملہ کردینا چاہیے''۔

ٹام ٹینکریڈو کے بیان کو اَب تک ایک ماہ گزر چکا ہے مگر تا حال عالمِ اسلام کے حکمرانوں کی طرف سے اِس پر کوئی قابلِ ذکر سنجیدہ ردِعمل سامنے نہیں آیا۔ اہلِ قلم حضرات نے اِس پر بہت کچھ لکھا ہے مگر اِس پر

اکتفاء کو کافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اِس موقع پر اِس اہم بات کی طرف بھی توجہ کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ بلکہ جی ایٹ ممالک ہمیشہ سے اِس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر ڈاکہ ڈال کر اِس کو ایٹمی قوت سے محروم کر دیا جائے اِس لیے آئے دن وہ یہ بات کہتے رہتے ہیں کہ دُنیا کا اَمن خطرے میں ہے اِس لیے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار غیر محفوظ ہیں یا غیر محفوظ ہاتھوں میں آسکتے ہیں۔

مگر امریکی صدارتی اُمیدوار کی حرمین شریفین کے بارے میں مذکورہ ہرزہ سرائی سے پوری دُنیا پر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ امریکہ کے ایٹمی ہتھیار غیر محفوظ ہاتھوں میں آسکتے ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ وہ غیر محفوظ ہاتھوں میں ہیں تو بے جا نہ ہوگا اِس لیے کہ اِتنے غیر ذمہ دارانہ بیان کے باوجود امریکی حکومت کی طرف سے اِس ناپسندیدہ شخص کے بارے میں کوئی قرارِ واقعی تادیبی کارروائی عمل میں نہ لانا اِس بات کی غمازی کرتا ہے کہ موجودہ امریکی حکومت بھی اِس قسم کی ناپاک دہشت پسند سوچ کی حامل ہے۔ امریکہ کا ایٹمی قوت بنتے ہی جاپان کے دوشہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر یکے بعد دیگرے ایٹم بم مارنا اور اِس پر آج تک معذرت نہ کرنا اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ امریکہ کے ایٹمی ہتھیار غیر محفوظ ہاتھوں میں تھے اور اَب بھی غیر محفوظ ہاتھوں ہی میں ہیں اور آئندہ بھی غیر محفوظ ہاتھوں میں رہیں گے۔ اِس لیے عالمی برادری کو چاہیے کہ وہ امریکہ کے ایٹمی ہتھیاروں کو غیر محفوظ ہاتھوں سے نکال کر محفوظ ہاتھوں میں لانے کی نہ صرف فکر کرے بلکہ اِس کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے کے لیے کاری ضرب لگائے۔ نیز موجودہ صورتِ حال کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل کے ہیڈ آفس کو بھی دہشت گرد امریکہ کے چنگل سے آزاد کرا کے کسی اَمن پسند سنجیدہ ملک میں منتقل کیا جائے تاکہ دُنیا کی مظلوم اقوام کی بہتری کے لیے یہ اِدارہ آزادانہ فیصلے کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کفر کی سازشوں کو ناکام بنا کر حرمین شریفین اور مسلمانانِ عالم کو اِن کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے، آمین۔

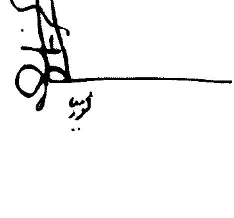

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحب کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

عرب کے چار دانا ۔ شاہِ حبشہ کا اِسلام ۔ حضرت عَمرو بن عاص کا اِسلام
حضرت علی ومعاویہ نے حرمین کو باہمی لڑائیوں سے محفوظ رکھا

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 54 سائیڈ A 85-11-22)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد!

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ہیں حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔اُن کے اسلام کا واقعہ تو یہ ہے کہ جب مسلمان ہجرت کرکے حبشہ گئے تو کفارِ مکہ نے حضرت عمرو بن العاص کی سرکردگی میں ایک وفد بھیجا تاکہ شاہِ حبشہ سے جا کر ملے اور اُن سے کہے کہ اُن لوگوں کو آپ اپنے ملک سے نکال دیں، ہمارے حوالے کردیں۔ یہ بہت ہی ذہین اور زکی تھے۔ وہاں پہنچے، تعلقات پیدا کیے، بادشاہ سے ملاقات کی، تحائف لے گئے تھے مختلف دَرجوں کے، وہ مختلف لوگوں کو پیش کیے۔ بادشاہ کے لیے بھی لے گئے تھے وہ اُنہیں پیش کیے آنے جانے کی اجازت ہوگئی، دربار تک پہنچنا ممکن ہوگیا۔ایک دن اِنہوں نے بہت لمبا سجدہ کیا بادشاہ کو، بادشاہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اِنہوں نے کہا کہ مقصد میرا یہ ہے کہ آپ اِن لوگوں کو ہمارے حوالے کردیں۔ یہ لوگ فسادی ہیں اور وہاں سے آئے ہوئے ہیں آپ کے ملک میں اِنہیں ہمارے حوالے

کر دیں ہم اِنہیں واپس لے جانا چاہتے ہیں۔ جب اِنہیں بادشاہ کی سخت ناگواری کا اِحساس ہوا تو بہت ہی عاجزی سے بات کی۔ معلوم ہوا یہ کہ وہ تو مسلمان ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو سچا رسول مانتا ہے، اِنہوں نے کہا کہ میری بڑی غلطی تھی مجھے بھی مسلمان کر لیجیے اور مسلمان ہو گئے سچ مُچ کے صحیح دِل سے، کسی کو دکھانے کے لیے نہیں بلکہ ذہن میں یہ آ گیا کہ اسلام صحیح دین ہے سچا مذہب ہے۔ اِس سے پہلے وہاں کے باشندوں کی شکایت کی وجہ سے بادشاہ ان مہاجرین کو طلب کر چکا تھا اور اِن سے گفتگو کر چکا تھا، جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تھی اور مقامی باشندوں نے بادشاہ سے جو شکایت کی تھی وہ یہ کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا نہیں مانتے، مریم علیہا السلام کو نہیں مانتے، تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی وہ آیات پڑھیں کہ جن میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ پورا تفصیل سے ہے۔

تو بادشاہ مذہبی آدمی تھا اُس کو مذہبی معلومات تھیں، اُس نے کہا کہ یہی صحیح عقیدہ ہے ہمیں ہماری کتابیں بھی یہی بتلاتی ہیں اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ اِن کے خلاف شکایت غلط اور بے بنیاد ہے۔ بادشاہ ان لوگوں سے مانوس ہو کر زیادہ قریب ہوا تو پھر مشرف بہ اِسلام ہو گیا، اَصحمۃ اِن کا نام تھا۔

شاہِ حبشہ کی تخت نشینی کا واقعہ :

یہ درباری لوگ جو تھے اُس کے وزراء وغیرہ وہ اچھے خاصے چھائے ہوئے تھے حکومت پر۔ بادشاہ کا نام اور اپنا کام کرتے تھے یہ لوگ۔ بادشاہ سے اِن لوگوں نے کہا کہ یہ (اسلام قبول کر کے) آپ نے کیا کیا؟ تو اُس نے کہا کہ مجھے یہ حکومت تم لوگوں نے نہیں دی ہے خدا نے دی ہے، تو مجھے تمہاری پرواہ نہیں۔

اُس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اَکیلا تھا باپ بادشاہ تھا جب اُس کا اِنتقال ہوا تو جو اَراکینِ سلطنت تھے اُنہوں نے کہا کہ اگر ہم اِس کو بادشاہ تسلیم کر لیں تو یہ اَکیلا ہے آگے خدا جانے اِس کی اَولاد ہوتی ہے نہیں ہوتی، تو اِس سے بہتر ہے کہ بادشاہ کا جو بھائی ہے اُس کو ہم بادشاہ بنا لیں اور اُس کے تھے دَس گیارہ لڑکے۔ اُنہوں نے کہا کہ اِن میں سے آگے کو بادشاہ کا سلسلہ چلتا ہی رہے گا کوئی نہ کوئی تخت نشین ہوگا ہی۔ اُنہوں نے اُس کو بادشاہ بنا لیا، اَب اُس کا یہ ہوا کہ اُس کے جتنے لڑکے تھے سب نالائق تھے اور اُسے پھر اِسی بھتیجے سے تعلق ہو گیا، گویا شہزادے سے۔ تعلق بھی اِتنا کہ اَراکینِ دولت سمجھنے لگے کہ اگر اِس کا اِنتقال ہو تو یہ اُسی بھتیجے کو پھر بٹھا دے گا۔ تو اِس لیے اُنہوں نے سازش کی اور اس کو اغوا کر لیا اور لے

جا کر اِن کو بیچ دیا۔ وہاں اِدھر اُدھر سے لوگ پہنچا کرتے تھے غریب ملک تھا وہ اَولاد کو اپنے بچوں کو اُن کو بیچ دیا کرتے تھے۔ وہاں کوئی تاجر غلام خریدنے کو آیا ہوا تھا تو اُس کے ہاتھ بیچ دیا۔ لیکن اِدھر یہ ہوا کہ بادشاہ پر بجلی گری اور اُس کا اِنتقال ہوگیا اور یہ جتنے لڑکے تھے اُس کے سب کے سب نالائق تھے کوئی اِس قابل نہیں تھا کہ وہ حکومت پر بٹھایا جائے۔ اور یہ وزراء اور درباری تھے تو شریر اور خراب لوگ لیکن ملک کے بارے میں سوچ اُن کی بہتر تھی کہ بادشاہ وہ ہونا چاہیے جو سَچ مُچ صحیح کام چلا سکے بالکل ہی نالائق کو بادشاہ بنا کر بٹھا دیں تو پھر تو حکومت ہی ڈوب جائے گی چل ہی نہیں سکے گی حکومت۔ وہ اپنا منشاء بھی پورا کرنا چاہتے تھے اور ملک کے بھی بدخواہ بھی نہیں تھے۔

تو جب بادشاہ کا اِنتقال ہوگیا تو اِن درباریوں نے فوراً حکم دیا کہ لاؤ اُنہیں اور بٹھاؤ تخت پر، تو سپاہی گئے اور جس آدمی نے خریدا تھا اُس کے پاس سے اُنہیں پکڑ کر لے آئے اور تخت سلطنت پر بٹھا دیا، وہ تاجر پیچھے پیچھے پوچھتا رہا کہ کیا ہے کیا نہیں؟ بعد میں آخر میں پتہ چلا کہ یہ تو شہزادہ تھا تو پھر وہ آیا اور دربار میں آنا چاہا اُس نے اِنہوں نے اجازت دے دی اُس نے کہا کہ آپ اپنی قیمت تو مجھے دے دیجئے آپ کو تو میں نے اِتنے میں خریدا تھا، اِنہوں نے اپنی قیمت اُس کو دی۔ بہرحال یہ کہنے لگے کہ تم لوگوں نے مجھے بادشاہ نہیں بنایا مجھے تو خدا نے بنایا ہے تو مجھے تمہاری پرواہ نہیں۔

شاہِ حبشہ تابعی تھے :

تو یہ اِسلام پر رہے اور پکے مسلمان رہے، اور اِن کی وفات جب ہوئی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اِطلاع دی ہے اور اِن کا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی ہے۔ یہ تابعی تھے حاضر نہیں ہو سکے، نہ رسول اللہ ﷺ کو دعوت دے سکے کہ آپ تشریف لائیں یہاں، تو خود تو زیارت نہیں کی اِس لحاظ سے تابعی ہوئے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی مدح :

حضرت عمرو بن العاصؓ جو ہیں یہ صحابی ہیں مگر مسلمان اُن کے ہاتھ پر ہوئے ہیں جو تابعی تھے۔ اور یہ مثال شاید اِن کی اَکیلی اپنی ہی مثال ہے کہ کوئی صحابی تابعی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، لیکن اِسلام اِن کا بالکل صحیح اور سچا اور مضبوط تھا۔ تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِن کی تعریف کی ہے کہ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ

عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لوگوں نے اِسلام قبول کیا ہے اور عمرو بن العاص ؓ نے دِل سے اِسلام قبول کیا ہے دل کی گہرائی سے اِسلام قبول کیا ہے اٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ یہ اِن کی فضیلت ہے۔

عرب کے چار دانا :

اَب سمجھداری اور نکتہ رسی یہ اِن کے اُوپر ختم تھی تو عرب کے جو بڑے بڑے لوگ رہے ہیں اپنے دَور میں گزرے ہیں بیک وقت وہ چار آدمی شمار ہوتے ہیں، حضرت عمرو بن العاص ؓ، حضرتِ معاویہ ؓ اور ایک قیس ؓ ہیں صحابی ہیں اور ایک مغیرہ بن شعبہ ؓ ہیں، یہ مغیرہ بن شعبہ بھی اِسی طرح سمجھدار تھے اور قیس ؓ بھی اِسی درجے میں سمجھدار تھے اور قیس ؓ اَنصاری ہیں، باقی حضرات جو ہیں یہ اَنصاری نہیں ہیں یہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں، قیس بن عبادہ ؓ نہیں (بلکہ) سعد بن عبادہ ؓ [1] یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے رہتے تھے جیسے کوئی سپاہی کھڑا رہتا ہو کسی کے سامنے اِس طرح، بعد میں یہ حضرتِ علی ؓ کے ساتھ رہے ہیں تمام لڑائیوں میں اور جس جگہ یہ ہوتے وہاں کبھی شکست نہیں کھائی انہوں نے۔

حضرتِ علی ؓ نے اِن کو مصر سے معزول کر کے بلایا وہاں اشتر کو بھیج رہے تھے تو راستے میں کسی نے زہر دیا یا کیا ہوا تو اِنتقال ہو گیا اِس کا۔

سیانوں کی نصیحت پر کان نہ دَھرنے کا نقصان :

پھر محمد ابن ابی بکر کو بھیجا وہ گئے وہاں، اُنہیں اِنہوں نے (یعنی حضرت قیس ؓ نے) نصیحتیں کیں اور چارج دے دیا۔ اُن کی غلطی تھی کہ اِن کی نصیحتوں کو اُنہوں نے صحیح نہیں سمجھا بلکہ اپنی مرضی سے اُن نصیحتوں کے خلاف کیا تو مصر کی حکومت ختم ہوگئی۔ بہرحال حضرت قیس ؓ مصر سے آئے اور پہنچے مکہ مکرمہ۔

حضرت علی ؓ و معاویہ ؓ نے حرمین کو باہمی لڑائیوں سے بچائے رکھا :

مکہ مکرمہ کو اور مدینہ منورہ کو حضرت علی ؓ اور حضرت معاویہ ؓ نے کبھی لڑائی کی آماجگاہ نہیں بنایا بالکل بلکہ ایسے بھی ہوا ہے کہ مکہ مکرمہ میں اَمیرِ حج بدلتے رہے ہیں، کبھی حضرتِ علی ؓ کا آدمی کبھی حضرتِ معاویہ ؓ کا آدمی۔ مکہ مکرمہ کو آزاد ہی چھوڑا ہے اُنہوں نے کہ یہاں کوئی بے حرمتی بالکل نہ ہونے پائے، ہمارے جھگڑے کا یا لڑائی کا اَثر یہاں نہ ہو۔ تو یہ حضرتِ علی ؓ کا ہی علاقہ تھا اُنہوں نے اِسے ایسے ہی بالکل آزاد چھوڑ رکھا تھا۔

---

[1] اصل میں قیس بن سعد بن عبادہ ؓ ہی ہے یہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے صاحبزادے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۶۶)

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی چھٹی حس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پچھتانا :

تو یہ مکہ پہنچے پھر یہاں پہنچ کر اِنہیں خیال آیا کہ یہ تو آزاد علاقہ ہے یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لوگ بھی آسکتے ہیں مجھے وہ پکڑ بھی سکتے ہیں تو وہاں سے نکلے اور پہنچ گئے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے پاس۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ یہ مکہ میں ہیں تو اُنہوں نے واقعی آدمی بھیجے پکڑنے کے لیے، اِن کا اَنداز بالکل صحیح تھا اور یہ نکل چکے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بہت مجھے اَفسوس ہے کہ وہ نکل گئے ہاتھ سے اور وہ کہتے تھے ایک لاکھ ٹرینڈ آدمی ہوں تو اُن پر بھی یہ ایک آدمی بھاری ہے تو اِتنا زیادہ یہ ماہر ہے جنگی نقشوں کا لڑائی کے اُصول کا۔

حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے جب صلح کی ہے تو جس محاذ پر یہ تھے وہاں اِنہوں نے لڑائی بند نہیں کی حتّٰی کہ مصدقہ اطلاع پہنچی پھر لڑائی بند کی اور وہ اُسی جگہ رہے وہاں سے پیچھے بھی نہیں ہٹے۔

تو یہ چار آدمی دُہاتِ عرب، عرب کے بہت بڑے بڑے سمجھدار قسم کے وزنی لوگ سمجھ لیجیے اِنہیں، قد آور شخصیتیں جو تھیں اَپنے دور میں یہ تھیں : حضرتِ معاویہ، حضرتِ عمرو بن العاص، حضرتِ قیس، حضرتِ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم۔ یہاں اِن کی تعریف آئی ہے حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی کہ لوگوں نے اِسلام قبول کیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔

اِختتامی دُعاء ....

۞ ۞ ۞

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

معارف وحقائق :

☆ قرآن شریف روزانہ ایک پارہ پڑھ لینا اگر چہ بلامعنٰی ہو مفید ہے۔ دوا کی تاثیر خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم نفع ضرور ہوتا ہے۔

☆ جنابِ باری عز اِسمہٗ کی وہ صفات جو کہ مقتضی معبودیت ہیں، اُن کا مرجع دو باتوں کی طرف ہوتا ہے۔ اوّل مالکیتِ نفع وضرر، دوم محبوبیت۔ اوّل کو جلال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ثانی کو جمال سے، مگر یہ تعبیر ناقص ہے۔

☆ بزرگوں کی شیون بھی جدا جدا ہوتی ہیں۔ اِلتفاتات اور توجہ کی حالتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

☆ نفس طبعی طور پر عالمِ تجرد سے متنفر ہے، چونکہ خود مادی ہے۔ اُس سے اِس کو طبعی رغبت ہے اِس لیے ضروری ہے کہ مثلِ اَطفال اِس کو بھلا پھسلا کر آہستہ آہستہ راہ پر لگایا جائے۔ اگر نفس کو اَفیون یا سنکھیا، یا گانجہ بھنگ وغیرہ، غیر لذیذ چیزوں کا عادی بنایا جاسکتا ہے، اگر اِس سے جفاکشی کے وہ کام جن پر غیر متعود ہرگز صبر نہیں کرسکتا، لیے جاسکتے ہیں۔ اِس سے اِنجنوں اور بھٹیوں کے سامنے دن ورات سخت گرمی میں خدمت لی جاسکتی ہے۔ وہ جمناسٹک ظاہر الاستحالہ باتوں پر قابو پاسکتا ہے، تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ تدریجًا عالمِ قدس کا حاضر باش نہیں کیا جاسکتا مگر ہمت و اِستقلال اور قوتِ عمل شرط ہے۔

☆ چونکہ اِنسان کو اپنے نفس کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے، اِس لیے عیوب سے اِنسان اَندھا ہی ہوتا ہے اور اگر کچھ جانتا بھی ہے تو اِس کو تاویلات رکیکہ سے کمال بتاتا ہے۔

☆ اہلِ جنت کو کوئی نعمت رؤیتِ باری عز اسمہٗ کے برابر نہ معلوم ہوگی، اِس لیے ذاتی حیثیت سے فضیلت ولایت ہی میں ہے۔ مگر چونکہ نبی مامور ہے کہ مخلوق کو کھینچ کر بارگاہِ محبوبِ حقیقی تک لائے اور اُن کو پروانۂ شمعِ محبوب بنائے، اِس لیے وہ خلافِ جذبہ طبیعت اِطَاعَةُ الْحَبِیْبِ دن ورات جور و جفا شد آمد و

مکارہ جھیلتا ہے اور معلوم ہے کہ جس قدر اِس کو عشق تام ہوگا اُسی قدر توجہ الی الغیر میں تکلیف اور گرانی ہوگی۔

☆ اہلِ تحقیق کہتے ہیں کہ قلب عالمِ امر ہے۔ یعنی قلب حقیقی جسم انسانی میں رُوح جس کا مرکز قلب ہے یہ ہی عالمِ امر کی چیز ہے باقی جملہ اَشیاء عالمِ خلق کی ہیں۔ عالمِ خلق تجلیاتِ ذاتیہ کا متحمل نہیں اِس لیے فرمایا گیا ہے وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰانِىْ (الآیۃ) قلب حقیقی تجلیات ذاتیہ کا متحمل ہے باقی جسم میں تجلیاتِ ظلیہ ہی کا مظاہرہ ہوگا۔ ہم کو مراقبہ میں تجلیاتِ ذاتیہ کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور جذب کرنا ہے۔

☆ ہما شما میں کمزوریاں ضرور ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اِس کی شاہدِ عدل ہیں۔ بہرحال ایسی کمزوریاں اپنے سے حتی الوسع دُور کرنا چاہیے اور دُوسروں پر نظر نہ ڈالنی چاہیے بلکہ اُس کے وصفِ کمال کو تلاش کرنا چاہیے، اگر مل جائے تو اُس کی قدر کرنی چاہیے۔

☆ اِنسان ممکن بالامکانِ الخاص ہے اور اصل ممکنات کی عدم ہے اور عدم ہی تمام شرور ونقائص کا مبداء اور منشا ہے۔ بنابریں ممکنات کا نقص طبعی اور اصلی ہے۔ البتہ کمال موہبی ہے وہی قابل توجہ ہے، اِس لیے کبھی نقائص سے دلگیر اور متاثر نہ ہوں۔

☆ جملہ اُمور میں نیت کو دخل ہے جو کہ اَعمال کے لیے بمنزلہ رُوح ہے اور عمل ظاہر شبح ہے۔ اگر شبح مقصد سے مناسبت رکھتا ہے اور نیت اِبتدائی لوجہ اللہ بالخلوص ہے تو وہ عمل صحیح ہے اگرچہ بعد میں کوئی شائبہ ریا یا سمعہ کا پیش آ گیا ہو۔ اور اگر نیت اِبتدائی توجہ الغیر ہو تو اُس عمل کے شیطانی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

☆ صحتِ نماز موقوف ہے نماز کی شرائط، فرائض اور واجبات کے اَدا کرنے پر موانعِ صحت مثل نجاستِ ظاہری، حدث وغیرہ کے دُور کردینے پر اِس صورت میں نماز صحیح ہو جائے گی اور شریعت کا مطالبہ اَدائے فریضہ کا ساقط ہو جائے گا اور قبولیتِ نماز خداوندِ کریم کے فضل پر موقوف ہے۔

☆ ممکن ہے نماز بالکل صحیح اور مکمل اَدا کی جائے اور اُس بے نیاز مالک الملک کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف نہ حاصل ہو، اور ممکن ہے کہ وہ اکرم الاکرمین کسی ناقص سے ناقص نماز کو اپنی بارگاہ میں ہزاروں اور کروڑوں مکمل نمازوں سے بڑھا دے۔ مگر حسبِ حکمت ورحمت عادتِ خداوندی یہی ہے کہ اگر بندے نے اپنی سکت بھر تمام شروط واَرکان وغیرہ کی رعایت کی اور جان بوجھ کر کوئی خلل نہ ڈالا ہو تو اُس کو ضرور قبول فرمائے گا (جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۳۰ قسط : ۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

حضرت اقدسؒ اور حکیم فیض عالم صدیقی کے درمیان خط و کتابت

حکیم فیض عالم صدیقی کا خط [۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محلّہ مستریاں جہلم (76)-10-30

مکرمی!

السلام علیکم۔ آپ کا رجسٹرڈ گرامی نامہ مل گیا تھا۔ آپ کے اِس ارشاد کے مطابق کہ ''رمضان میں مکاتبت نہیں کروں گا'' جواب عرض نہ کرسکا۔ آپ نے رضی اللہ تعالیٰ، علیہ السلام وغیرہ کے متعلق متعدد نظائر

---

[۱] حکیم فیض عالم صاحب صدیقی غیر مقلدین کے بے نظیر و مایۂ ناز محقق ہیں۔ اِس زمانہ کے نواصب (اہل بیتؓ کے مخالفین) میں اِن کو خاص مقام حاصل ہے۔ اِنہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے حتّٰی کی اِن کی دَست برد سے صحابہ کرامؓ بھی نہیں بچ سکے، اہلِ بیت عظامؓ سے اِن کو خصوصی پرخاش تھی، چنانچہ اِنہوں نے اُن پر جی کھول کر سب وشتم، دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے۔ موصوف کو جہلم میں خود اپنی مسجد کے اندر ۱۹۸۳ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''اختلاف کا اَلمیہ'' حصہ اوّل کی طبع دوم میں حضرتِ اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ کے ساتھ اپنی اِسی زیرِ نظر مکاتبت کا حوالہ دیا ہے۔ (ادارہ)

اِرشاد فرمائے ہیں۔ اگر اِن پر گفتگو کی جائے تو بات زیادہ طویل ہوجائے گی۔ اور کہا جائے گا کہ موضوع زیرِ بحث سے گویا گریز کررہے ہیں۔ لہٰذا اِس قسم کے اُمورات کو چھوڑ کر میں صرف زیرِ بحث اَمر کے متعلق ہی عرض کرنے پر اکتفاء کروں گا۔ البتہ ضمناً یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے اپنے ہر دو گرامی ناموں میں میری علمی اِستعداد کے متعلق استفسار ہی نہیں فرمایا بلکہ اَندازِ تحریر سے یوں مترشح ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو علم و اِرشاد کا مسند نشین سمجھتے ہوئے غیر معروف قسم کے طالب علموں کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے۔

آپ کا یہ اِرشاد کہ : سیدھا سادہ مسلمان ہونا بڑے خطرناک راستہ پر گامزن ہونا ہے۔ نہایت ہی پامال خیال اور فقہی تعصب کی ترجمانی ہے۔ مجھے اِس بات پر فخر ہے کہ میں سیدھا سادہ مسلمان ہوں اور اُن نفوس قدسیہ کے اَحوال و اِرشاد پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو براہِ راست نورِ نبوت سے مستنیر تھے۔ یہ چند ایک ضمنی باتیں تھیں۔ البتہ آپ نے میرے متعلق یہ سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں کی کہ میں اصحابِ ثلاثہؓ کے بعد عشرہ مبشرہ ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو کسی پر فضیلت دینے کا اپنے پاس کوئی پیمانہ نہیں رکھتا۔ آپ اِس قدر تجاہلِ عارفانہ سے کام نہ لیجیے یعنی کہ آپ کی نظروں سے یہ تصریحات نہ گزری ہوں۔

۱۔ ابوبکرہ کی روایت کہ آسمان سے ایک ترازو اُتری اور نبی علیہ السلام پھر صدیق اکبرؓ پھر فاروق اعظمؓ پھر عثمانؓ وزن کیے گئے اور پھر ترازو اُٹھالی گئی۔ آخر میں لفظ خلافتِ نبوت کے ہیں۔

۲۔ ابنِ مردویہ کی روایت ابن عمر سے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ اِس کے بعد روایت نمبر۱ سے ملتے جلتے کلمات۔

۳۔ ابوداؤد میں حضرت ابوبکر سے روایت اِسی مفہوم کی۔

۴۔ ابوداؤد میں حضرت جابر سے روایت کہ ایک نیک مرد نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ کے دامن سے ابوبکرؓ لٹکائے گئے اُن کے دامن سے عمرؓ اور اُن کے دامن سے عثمانؓ الخ

۵۔ حضرت ابوہریرہ سے شہد اور گھی ٹپکنے والی روایت اور اِسی لٹکائے جانے کا ذکر اور سیدنا عثمانؓ پر ختم۔

۶۔ مسجد نبوی کا سنگِ بنیاد اور اَصحابِ ثلاثہ کا ایک ایک پتھر رکھنا الخ

۷۔ حضرت انسؓ کی روایت بنو مصطلق کے لوگوں کی آمد کے متعلق اور زکوۃ کی ادائیگی کے متعلق

اِستفسار۔ اِسکے بعد حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اگر حضرت عثمانؓ کو بھی موت آجائے تو پھر یہ دُنیا رہنے کے قابل نہیں۔

۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ کہ ہم نبی علیہ السلام کے زمانہ میں سیدنا ابوبکرؓ کے برابر کسی کو درجہ نہیں دیتے تھے۔ پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو اور اِس کے بعد سب کو ایک جیسا سمجھتے تھے۔

۹۔ سیدنا محمد بن علیؓ جو بعد میں محمد بن الحنفیہ بنا دیئے گئے اپنے والد سے پوچھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد کس کا مقام آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کا۔ پھر پوچھا تو عمرؓ کا نام لیا پھر اِس خوف سے آپ عثمانؓ کا نام نہ لیں۔ پوچھا تو آپ کا مقام؟ آپ نے فرمایا کہ میں عام مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔

مگر نبی علیہ السلام کے یہ اِرشادات اگر آپ کی نظروں میں خارجیت کی اِبتداء ہے تو مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی باک نہیں کہ کسی صحابی کے نام کے ساتھ علیہ السلام یا باقی صحابہ کرامؓ کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ سے ہٹ کر علمی موشگافیوں کے بل پر کرم اللہ وجہہٗ رفض کی اِبتداء ہی نہیں بلکہ میں کہوں گا کہ صریحًا رفض ہے۔ آپ سے ہی اِس موضوع پر گفتگو نہیں ہوئی بلکہ اِس سے پہلے چند اہم شخصیتوں سے اِس موضوع پر گفتگو ہو چکی ہے۔ ضمنًا آپ کا ذکر بھی ہوا۔ میرے پاس وہ خط موجود ہے جس کا یہ فقرہ شاید کسی وقت جو صرف آپ کے متعلق ہے۔ شاید بقول ابویزید محمد دین بٹ صاحب یہ نسلی تعصب کی کارفرمائی ہے۔

جنابِ محترم ! آپ اِس بات کو فراموش نہ فرمایئے کہ علمائے دیوبند کے اِرشادات کی جو تضاد بیانیاں زبان زد خواص و عوام ہو چکی ہیں۔ کہیں آپ بھی اُن کی لسٹ میں تو نہیں آرہے۔ بقول مؤلف زلزلہ آخر آپ اپنے بزرگوں کی روِش سے ہٹ کر "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" کو صحیح حدیث کہنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں۔ مشکٰوۃ شریف میں "اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" کے کلمات ہیں۔ مولانا داؤد غزنوی بھی فاطمی تھے مگر اِس پر اُن کا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے :

> "شیعہ نے تمسک کیا ہے اِس حدیث سے کہ حکمت اور علم کا لینا حضرت علیؓ سے خاص ہے، نہیں ہاتھ آتا وہ کسی اور واسطہ سے سوائے علیؓ کے۔ کیونکہ گھر میں نہیں داخل ہوتے مگر دروازے سے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا اِس حدیث میں اُن

کے لیے کوئی حجت نہیں ہے کیونکہ جنت کا گھر حکمت کے گھر سے فراخ نہیں ہے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔

اِس حدیث کو روایت کیا ہے عبدالسلام بن صلاح ہروی شیعی نے۔ اِس لیے لوگوں نے اِس حدیث کی سند میں گفتگو کی ہے۔ بعض نے اِس کی تصحیح کی ہے اور بعضوں نے تحسین اور بعضوں نے اِس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے یہاں تک کہ یحیٰی بن معین نے کہا کہ اِس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے اور ایک جماعت نے اِس کو موضوع کہا ہے''۔

میں یہاں تک لکھنے پایا تھا کہ میثاقِ کا تازہ شمارہ ڈاکیہ لایا۔ خط لکھنا بند کر کے میثاق کی ورق گردانی شروع کر دی۔ الحمدللہ کہ صفحہ ۴۰ پر نظر آ کر رُک گئی۔ ''اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ یا اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا'' لکھ کر اِس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ پڑھیے :

شیخ الاسلام آیۃ من آیات اللہ مجاہد اعظم حضرت سیدی وشیخی ومولوی سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز مکتوب نمبر ۷۵ میں ص ۱۷۹ و ص ۱۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں :

یہ روایت نہ تو صحیحین میں ہے اور نہ روایت کا ذکر کرنے والے اِس کی تصحیح فرماتے ہیں۔ ترمذی نے بھی روایت کرنے کے بعد کلام کیا ہے کہ بعض علماء نے یہ حدیث شریک تابعی سے روایت کی ہے مگر علمائے حدیث اِس کو ثقات میں سے نہیں پہچانتے۔ سوائے شریک کے علامہ ابنِ جوزی نے موضوعات میں اِس کے جملہ طریق پر تعین کے ساتھ باطل ہونے کا حکم دیا ہے۔ ایک جماعت محدثین کی اِس کے موضوع ہونے کی قائل ہے۔ امام الجرح والتعدیل یحیٰی ابن معین صاف فرماتے ہیں کہ اِس روایت کی سرے سے کوئی اصل ہی نہیں۔ طاہر...... نے بھی اِس کی صحت کا اِنکار کیا ہے۔ امام العصر (مولانا انور شاہ صاحبؒ) بھی روایت کی صحت کو تسلیم نہیں فرماتے۔ (حاشیہ از مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی مرتب مکتوبات شیخ الاسلام)۔

اَب آپ ہی انصاف فرمایئے آپ کیا لکھتے ہیں اور حضرت شیخ الاسلام کیا فرماتے ہیں۔ اس حوالہ کے بعد میں اِس موضوع پر زیادہ گفتگو بے معنی سمجھتا ہوں جو کچھ کہ حضرت مدنیؒ کے مکتوبات کے حوالہ سے نقل

ہوا ہے۔ کیا میں نے اپنے پہلے خط میں اِسی قسم کی گزراشات پیش نہیں کی تھیں۔

حضرت جی! اپنے ذہن میں ایک مفروضہ قائم کرکے اُس کی تائید کے لیے دلائل وشواہد تلاش کرنا علمیت نہیں۔ اِس موضوع روایت کے متعلق آپ خود پہلے گرامی نامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ یہ حدیث نہ باطل ہے نہ صحت کے درجے کو پہنچتی ہے۔ گو آپ کے یہ لفظ بھی ذو معنٰی ہیں کہ جھوٹ بھی نہیں اور سچ بھی نہیں۔ خیر یہ تو شاید کوئی اِصطلاح فضیلت ہو اور اب اِس کی ضرورت بھی نہیں۔ مگر میں یہ عرض کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب پاتا ہوں کہ آپ نے آٹھ صفحات کا طویل گرامی نامہ تحریر فرماتے وقت جن ''فربہ'' قسم کی کتب کی ورق گردانی کی زحمت گوارا فرمائی ہے اور اُن کے حوالجات سے اپنے گرامی نامہ کو زینت بخشی ہے اُن میں سے کسی ایک حوالہ کا نفس موضوع سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ''اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ یا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا'' صریحًا موضوعات میں سے ہے۔ اور عقل بھی اِس بات کو باور تسلیم نہیں کرتی کہ نبی علیہ السلام علم کا جو شہر تھے اُس کا دروازہ صرف علیؓ تھے حالانکہ آپ سے یہ اَمر پوشیدہ نہیں کہ سیدنا علیؓ کی منفرد رَوایات آنحضور ﷺ سے حد درجہ قلیل ہیں۔ آج علم حدیث کا جو ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے اُس میں سیدنا علیؓ کا حصہ کس قدر ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تدریسی مشاغل سے فرصت کم ملتی ہے ورنہ مجھ سے یہ دریافت فرمانے کی زحمت آپ کو گوارا نہ کرنی پڑتی کہ ''تم کس مسلک سے تعلق رکھتے ہو'' جبکہ میری نصف درجن سے زائد تالیفات مختلف اَخبارات و رسائل میں چھ سات سال سے موضوع بحث بنی ہوئی ہیں۔

محترمی! میں نے جو عرض کیا تھا کہ سیدھا سادہ مسلمان ہوں، اِس سے آپ کو سمجھ جانا چاہیے تھا کہ میں ائمہ اربعہؒ میں سے کسی کا جامد مقلد نہیں۔

'' اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا '' پر میں اپنی ایک سابقہ تالیف حقیقت مذہب شیعہ میں طویل بحث کر چکا ہوں۔ کتاب اَب نایاب ہے۔ اگر میرے پاس ذاتی نسخہ بھی ہوتا تو بھجوا دیتا۔ آج اِس عریضہ کے ساتھ اپنی تین کتابیں اور التفقہ فی الدین نامی کتاب بھیج رہا ہوں جس پر میرا مقدمہ ہے۔ اُمید ہے سلسلہ خط و کتابت منقطع نہیں ہوگا اور اِفہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رہے گا۔

میرے ایک دوست شعبان میں آپ کے پاس مقیم رہے وہ آپ کی علمی فضیلت کے معترف ہیں اور

میں بھی معترف ہوں۔ میں اَب آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ عدیم الفرصت ہیں اور میں بیکار محض۔

جواب کا منتظر

فیض عالم

8-9-(76)

مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات

کیا آپ اِس ضمن میں بھی میری رہنمائی فرما سکتے ہیں کہ ۷۸۶ کیا ہے۔ جو آپ کے خطوط کے شروع میں لکھا ہوتا ہے۔ اگر اِسے بسم اللہ کے عدد کہا جائے تو ذرا اَبجد کے حساب سے خود جمع کر کے دیکھئے کہ آیا واقعی بسم اللہ کے اَعداد ۷۸۶ ہیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بسم اللہ کے اَعداد ۷۸۶ نہیں۔ یہاں بعض اَصحاب کہتے ہیں کہ ہم خطوط پر بسم اللہ نہیں لکھتے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو۔ مگر سلیمان علیہ السلام نے وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ کے بعد بسم اللہ ہی لکھی۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جس کی طرف خط لکھ رہا ہوں وہ کون صاحبہ ہیں۔ آپ کا جواب آنے پر ۷۸۶ کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ کیا سازش ہے۔ والسلام

شب آخر آمد و افسانہ از افسانہ مے خیزد

التفقہ فی الدین کے مقدمہ کے متعلق چند اَحباب نے لکھا کہ تم سے کچھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ مگر میں آپ سے اُمید کرتا ہوں کہ آپ ''ابو یزید محمد دین بٹ'' کے قول کی روشنی میں نہیں بلکہ اِنصاف کی روشنی میں جانچیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ آپ کے تدریسی مشاغل آپ کو بمشکل وقت دیتے ہوں گے کہ آپ اِس قسم کی کتب کا مطالعہ کریں۔ بہرحال ڈاکٹر اِسرار احمد صاحب ۲۰/ اکتوبر کو تشریف لا رہے ہیں۔ اُن کی یہ تشریف آوری نجی قسم کی ہوگی۔ اگر آپ بھی زحمت گوارا فرمائیں تو بڑا اچھا رہے گا۔ شاید جناب یوسف سلیم صاحب چشتی بھی تشریف لائیں۔ فی الحال اُن سے دریافت نہیں کیا۔

(جاری ہے)

احادیثِ مبارکہ اور رمضان المبارک

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

☆ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ اُن میں سے کوئی دروازہ رمضان ختم ہونے تک نہیں کھولا جاتا ہے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ رمضان ختم ہونے تک بند نہیں کیا جاتا ہے اور خدا کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر کے تلاش کرنے والے رُک جا اور بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرتے ہیں اور ہر رات ایسا ہی ہوتا ہے (ترمذی)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

☆ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بلا کسی شرعی رُخصت اور بلا کسی مرض کے (جس میں روزہ چھوڑنا جائز ہو) رمضان کا روزہ چھوڑ دیا تو اگرچہ (بعد میں) اُس کو رکھ لے تب بھی ساری عمر کے روزوں سے اُس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ (مسند احمد)

☆ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لیے (حرام کھانے یا حرام کام کرنے یا غیبت وغیرہ کرنے کی وجہ سے) پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں جن کے لیے (ریاکاری کی وجہ سے) جاگنے کے سوا کچھ نہیں۔ (دارمی)

☆ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ (اور) ثواب سمجھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اُس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس نے ایمان کے ساتھ (اور) ثواب سمجھتے ہوئے رمضان میں قیام کیا (تراویح وغیرہ پڑھی) تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس نے شبِ قدر میں قیام کیا ایمان کے ساتھ اور ثواب سمجھ کر اُس کے اب تک کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔

رمضان میں آپ کی سخاوت بہت ہی زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ اُن کو قرآن مجید سُناتے تھے۔ جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ اُس ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے جو بارش لے کر بھیجی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا تھا تو حضور اقدس ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے (بیہقی فی شعب الایمان)۔ مطلب یہ ہے کہ آپ یوں بھی کسی سائل کو محروم نہ فرماتے تھے مگر رمضان میں اِس کا اہتمام مزید ہوجاتا تھا۔

☆ خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کُھلوایا یا مجاہد کو سامان دے دیا تو اُس کو روزہ دار جیسا اجر ملے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

☆ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں پر خدا اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔

☆ رحمتِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اِفطار میں سب سے زیادہ جلدی کرنے والا ہے یعنی غروب ہوتے ہی فوراً اِفطار کرتا ہے اور اُسے اِس میں جلدی کا خوب اہتمام رہتا ہے۔ (ترمذی)

☆ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم روزہ کھولنے لگو تو کجھوروں سے اِفطار کرو کیونکہ کھجور سراپا برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لے کیونکہ وہ (ظاہر و باطن) کو پاک کرنے والا ہے۔

☆ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ کو بحالتِ روزہ اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا کہ جس کا میں شمار نہیں کرسکتا (ترمذی)۔ مسواک تر ہو یا خشک روزہ میں ہر وقت کر سکتے ہیں البتہ منجن، ٹوتھ پاؤڈر، ٹوتھ پیسٹ یا کوئلہ وغیرہ سے روزہ میں دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں جس قدر عبادت میں محنت فرماتے تھے دوسرے ایام میں اِس قدر محنت نہیں فرماتے تھے۔ (مسلم)

☆ رحمۃٌ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ مہینہ آچکا ہے اِس میں ایک رات ہے (شبِ قدر جو عبادت کی قدر و قیمت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اِس رات سے محروم ہوگیا کُل خیر سے محروم ہوگیا اور اِس شب کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو پورا پورا محروم ہو (جسے ذوقِ عبادت بالکل نہیں اور جو

فکرِ سعادت سے خالی ہے)۔(ابن ماجہ، عن انس ؓ)

☆ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(بخاری، عن عائشہ ؓ)

☆ محبوبِ ربُّ العالمین ﷺ نے (اِعتکاف کرنے والے کے متعلق) فرمایا کہ وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اُسے وہ ثواب بھی ملتا ہے جو (اِعتکاف سے باہر) تمام نیکیاں کرنے والے کو ملتا ہے ۔(ابن ماجہ، عن ابن عباس ؓ) یعنی اِعتکاف میں بیٹھ کر اِعتکاف والا خارجِ مسجد جو نیکیاں کرنے سے عاجز ہے تو وہ ثواب کے اعتبار سے محروم نہیں ہے، اگر اعتکاف نہ کرتا تو مسجد سے باہر جو نیکیاں کرتا اُن کا ثواب بھی پاتا ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مقرر فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے کہ صدقۂ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مساکین کی روزی کے لیے ہے۔(ابوداؤد)

☆ فخرِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے بعد چھ (نفل روزے) یعنی عید کے مہینہ میں رکھے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا ، اگر ہمیشہ ایسا ہی کیا کرے تو) گویا اُس نے ساری عمر روزے رکھے۔(مسلم، عن ابی ایوب ؓ)

☆ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اِفطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے : اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ترجمہ : اے اللہ میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر کھولا۔(ابوداؤد)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شبِ قدر کون سی ہے تو (اُس رات) میں کیا دُعا کروں؟ فرمایا (دُعا میں) یوں کہنا :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا مجھے معاف فرمادے

رمضان المبارک کے چار اہم کام :

(۱) لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کثرت کرنا (۲) استغفار میں لگے رہنا

(۳) جنت نصیب ہونے کا سوال کرنا (۴) دوزخ سے پناہ میں رہنے کی دُعا کرنا۔

تقریب ختمِ بخاری شریف

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب ختمِ بخاری شریف کی مختصر رُوداد

﴿ بقلم : مولانا محمد عابد صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✡ ✡ ✡

طے شدہ نظم کے مطابق جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری شریف ۲۰؍رجب المرجب مطابق ۵؍اگست بروز اتوار منعقد ہونا تھا، مگر خوش قسمتی کہ ہندوستان سے حضرت مولانا سید اَرشد صاحب مدنی مدظلہم کی اچانک لاہور تشریف آوری ہوئی تو ختمِ بخاری شریف کی تقریب کا انعقاد ایک روز پہلے ۱۹؍رجب المرجب مطابق ۴؍اگست بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامدؒ میں ہوا۔ اِس تقریب کے مہمانِ خصوصی صدر جمعیت علمائے ہند و اُستاذ الحدیث و ناظمِ تعلیمات دارُالعلوم دیو بند حضرت مولانا سید اَرشد صاحب مدنی مدظلہم تھے جنھوں نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اور دُعاء فرمائی۔

اس موقع پر جامعہ کے اَساتذہ، طلباء اور بڑی تعداد میں بیرونی اور مقامی حضرات نے شرکت فرمائی اِس تقریب کا باقاعدہ آغاز حافظ فرید احمد صاحب شریفی کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا اِس کے بعد جامعہ جدید کے متعلم محمد خبیب سلّمہٗ نے مرزا غلام احمد قادیانی پر اپنی لکھی ہوئی نظم مخصوص اَنداز میں پڑھ کر سُنائی اور شائقین سے داد وصول کی۔ بعد اَزاں فاضل نوجوان محمد قاسم صاحب نے ہدیۂ نعتِ رسول مقبول پیش کی۔

ہدیۂ عقیدت کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل میواتی برادران کی اپنے مادرِ علمی جامعہ مدنیہ جدید پر نظم ''یہ مدنیہ گلشن پیارا ہے، اِسے رب نے خوب نکھارا ہے'' سے سامعین بہت لطف اَندوز ہوئے۔

اِس کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم نے بیان فرمایا۔ آپ نے اپنے بیان میں اَکابرین کی رفعتِ شان کے سلسلہ میں ترغیبی واقعات سُنائے۔ علماء و اَکابر کے اَدب واحترام پر زور دیا، علم سیکھنے کی ترغیب دی۔

اِس کے بعد جامعہ کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا اَمان اللہ صاحب دامت برکاتہم نے مختصر بیان فرمایا۔

اِس کے بعد حضرت مولانا سید اَرشد صاحب مدنی مدظلہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اور دُعاء کرائی۔ حضرت کو اِسی شب ساہیوال پہنچ کر بھی ختم بخاری شریف کرانا تھا اِس لیے دَورانِ تقریب آپ آگلے سفر کے لیے روانہ ہوگئے اور تقریب کا سلسلہ جاری رہا۔

اِس کے بعد جناب سید سلیمان صاحب گیلانی نے اپنی نظم ''حق کے علمبر دار، مدارس زندہ باد'' پڑھ کر سنائی اور بعدازاں سامعین کے پُرزور اِصرار پر سانحہ لال مسجد پر اپنا مرثیہ کلام پڑھ کر سنایا۔

اِس کے بعد سٹیج سیکرٹری فاضل جامعہ مدنیہ مولانا محمد عرفان صاحب نے جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ اور الحامد ٹرسٹ کی سال (۲۰۰۷ء۔۲۰۰۶ء) کی سالانہ مختصر کارگزاری پڑھ کر سنائی۔ اِس موقع پر دو کتابچے تقسیم کیے گئے، ایک الحامد ٹرسٹ کی جانب سے ''خدمات و تعارف'' کے عنوان سے تھا جبکہ دُوسرا خانقاہِ حامدیہ کی طرف سے ''ہر مسلمان کے لیے دن رات کے مختصر معمولات'' کے عنوان سے تھا۔

بعدازاں فاضل نوجوان محمد قاسم صاحب نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کی۔

ایک بار پھر میواتی برادران نے جامعہ جدید پر اپنی تخلیق کردہ مشہور دُعائیہ نظم نہایت پُرسوز اَنداز میں پڑھ کر حاضرین سے دادِ تحسین لی۔

آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے موجودہ حالات سے متعلق مختصر بیان اور اِختتامی دُعاء فرمائی۔

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مدنیہ جدید اور اساتذہ کرام و دیگر منتظمین و اَراکین جامعہ اِس پُروقار تقریب کی کامیابی پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جلسہ گاہ میں ہر طرح کا حسن انتظام تھا۔ پارکنگ کی جگہ، اِستقبالیہ، سٹیج کی خوبصورتی اور اِس کے اُوپر حاضرین کے بالمقابل عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ کی اَحادیث پر مشتمل جہازی سائز کا بینر آویزاں تھا۔ سٹیج کے دائیں بائیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرتِ اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ عالیہ پر مشتمل بینرز آویزاں تھے۔ اَلغرض ہر چیز سے انتظام کی حسن و خوبی جھلک رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ اِس اِدارے کی اور تمام دینی مدارس و مکاتب کی حفاظت فرمائے اور اِن کی تمام دینی و ملی خدمات کو قبولیت سے سرفراز فرما کر مزید کی توفیق عطاء فرمائے، آمین بحرمۃ خاتم النبیین ﷺ۔

﴿ بیان حضرت مولانا سید اَرشد صاحب مدنی مدظلہم العالی ﴾

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ :
وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَھُمْ یُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْقُسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّۃِ وَیُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَھُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَھُوَ الْجَائِرُ (وَبِہٖ قَالَ) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (وَعَنْھُمْ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ .

میرے محترم بزرگو اور دوستو! کتاب ختم کرانا درحقیقت اُسی اُستاذ کا حق ہے جس اُستاذ نے سال بھر کتاب کو پڑھایا ہے۔ میں تو حکم کی تعمیل میں آگیا اور صبح سے اِس وقت تک مستقل سفر میں ہوں۔ بھوپال تھا صبح، وہاں سے دِلی آیا اور دِلی سے شہر میں گیا، فوراً ایک گھنٹہ رُک کر کے پھر آ گیا ہوائی اَڈے اور اَب تک یہاں ہیں اور ساہیوال کا سفر ہے اِس لیے میرے لیے یہاں رُکنا بھی مشکل ہے۔ اللہ کا یہ اِحسان ہے آپ کے اُوپر اور فضل ہے کہ اُس نے اپنی بے شمار مخلوق میں سے منتخب کر کے علومِ نبوت کے سیکھنے کے لیے آپ کو یہاں پہنچا دیا ہے، یہ اُس کا بڑا اِحسان ہے، اِنعام ہے، اِس پر اللہ کا جتنا شکر اَدا کیا جائے کم ہے۔

علمِ حدیث میں مشغولیت نبی علیہ السلام سے قربت :

حدیث کے پڑھنے والے کا ایک گونا رِشتہ اور تعلق صاحبِ حدیث جناب رسول اللہ ﷺ سے ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے محدثین، خود اِمام بخاری اور اِمام طحاوی رحمۃ اللہ علیہما اور اِسی طریقے سے اِمام محی السنۃ، اِن کی زندگی کے واقعات میں اِس طرح کی بشارتیں ملتی ہیں کہ اِشتغال بالحدیث کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے اِن کو قربت حاصل ہے، اِس لیے انسان جہاں کہیں بھی علمِ حدیث سے شغف رکھتا ہے بشرطیکہ وہ اِس اِعتبار سے کہ یہ علم آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ہے، آپ کی زندگی، آپ کے اَفعال، آپ کے اَقوال، آپ کی تقریر، آپ کی صفات جو آپ کی طرف منسوب ہیں وہ علمِ حدیث ہے۔ اور اِس کا اِحترام اِسی طرح کرتا ہے جس اِحترام کا یہ علم مستحق ہے۔ تو اُس اِنسان کا تقرب،

اُس اِنسان کا رِشتہ جناب رسول اللہ ﷺ سے مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا کشف :

ہمارے اَکابر رحمہم اللہ میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدثِ دہلویؒ کا مکاشفہ منقول ہے، فیوض الحرمین میں کہ میں مدینہ منورہ میں پہنچا اور میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اَطہر پر بیٹھ کر مراقب ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ آپ کی قبرِ محترم میں آپ کے مبارک سینے سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں اور سارے عالم میں جہاں کوئی شخص علمِ حدیث سے شغف رکھتا ہے وہ شعاعیں جو آپ کے مبارک سینے سے نکل رہی ہیں وہ اُس شخص کے سینے تک پہنچ رہی ہیں جو اِس علم سے شغف رکھتا ہے، چاہے وہ طالب علم ہو، چاہے وہ پڑھتا ہو، چاہے پڑھاتا ہو، چاہے وہ اُس کی شرح لکھتا ہو، چاہے اُس کے معانی ومفہوم اور مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہو، اگر وہ اِشتغال بالحدیث رکھتا ہے تو کسی نہ کسی درجے میں اُس کو تقرب حاصل رہتا ہے اور اگر وہ اپنے اِشتغال کو بڑھاتا ہے تو یہ تقرب بڑھتا رہتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ اِس علم کا اِحترام کرے اِس لیے کہ یہ علم جناب رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے مربوط ہے۔

حدیث سے تعلق برقرار رہنا چاہیے :

اِس لیے آپ حضرات نے اِس علم کو حاصل کیا ہے تو اَب فراغت کے بعد کتاب کو بند کر کے نہ رکھ دیں بلکہ اِس کی کوشش کریں کہ اِس علم سے آپ کا اِشتغال ہمیشہ باقی رہے، چاہے پڑھانے کی نوبت نہ آئے لیکن پڑھتے رہنا، سمجھنے کی کوشش کرنا، روزانہ اُس کے مفہوم اور مطلب کو سمجھنے کے لیے کدّ وکاوِش کرنا اپنے چوبیس گھنٹے میں سے کچھ وقت اِس علم کے لیے لگاتے رہنا، یہ تو ہر اِنسان کی قدرت میں ہے اور وہ اپنا اِشتغال علمِ حدیث سے رکھ سکتا ہے اِس لیے میری آپ حضرات سے یہ گزارش ہے کہ آپ فراغت کے بعد مستغنی ہو کر نہ بیٹھیں۔ درحقیقت جو کچھ آپ نے پڑھا ہے اُس کو محفوظ کرنے کا زمانہ تو اَب آیا ہے۔ آپ جتنا آگے بڑھتے رہیں گے اِس علم سے اِشتغال کرتے رہیں گے، پڑھاتے رہیں گے تو آپ کے علم کے اَندر اُتنی ہی برکت ہوتی رہے گی۔ میں یہ دُعاء کرتا ہوں کہ اللہ آپ حضرات کے علم میں برکت عطاء فرمائے اور اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ .

دُعاء

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نُشْھِدُکَ اَنْتَ اللّٰہُ، لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ و تَرْضٰی۔ اَللّٰھُمَّ یَامَوْلَانَا اِنَّا جَمِیْعًا نَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّاغَفَرْتَہٗ وَلَاھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَادَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَامَرِیْضًا اِلَّاعَافَیْتَہٗ وَلَاحَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَکَ فِیْھَا رِضًا اِلَّاقَضَیْتَھَا یَااِلٰـہَ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اَکْرِمْنَا اُمَّۃَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَاتُہِنَّا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَاتَنْقُصْنَا۔ اَللّٰھُمَّ اَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَیْنَا۔ اَللّٰھُمَّ اٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا یَا اِلٰـہَ الْعَالَمِیْنَ۔

اے پروردگار! ہم سب کے علم میں برکت عطاء فرما۔ اے اللہ! ہم سب حاضرین کو ہمارے مقاصدِ حسنہ میں کامیابی عطاء فرما۔ اے اللہ! ہمیں اور ہمارے بیماروں کو شفاء عطا فرما۔ اے پروردگار! شرور وفتن سے اپنی اَمان عطاء فرما۔ اے پروردگار! جو بچے فارغ ہوئے ہیں اُن کے علم میں برکت عطاء فرما۔ اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرما۔ اے اللہ! تقوے اور زُہد کی زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرما۔ اے پروردگار! دین کی خدمت کی توفیق عطاء فرما۔ اے اللہ! مدرسے کی حفاظت فرما۔ ترقیات سے نواز۔ دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرما۔ اے پروردگار! شرور وفتن سے محفوظ فرما۔ جو اَساتذہ خدمت کر رہے ہیں اُن کے اَندر مزید اِخلاص کو پیدا فرما۔ علم میں برکت عطاء فرما۔ اے پروردگار! اُن کی محنت کو قبول فرما۔ ہم سب حاضرین کو ہمارے مقاصدِ حسنہ میں کامیابی عطاء فرما۔ اے پروردگار! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اطاعت کی توفیق عطاء فرما۔ اے پروردگار! آپ کے اُسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی میں اُتارنے کی سعادت عطاء فرما۔ اے پروردگار! آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرما۔ اے اللہ! ایمان کی حفاظت فرما۔ اے پروردگار! ہمیں عفت اور پاک دامنی عطاء فرما۔ رزقِ حلال عطاء فرما۔ اے پروردگار! ہر حرام کی نفرت ہمارے دِلوں کے اَندر راسخ فرما۔ اے پروردگار! آخری سانس تک اِیمان کی حفاظت فرما۔ آخرت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی شفاعت میسر فرما اور اپنی جنت میں جگہ عطاء فرما۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

﴿ بیان حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہ العالی ﴾

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد !

ختمِ بخاری شریف کی مبارک تقریب میں بخاری شریف کا اِختتام حضرت مولانا سید اَرشد صاحب مدنی دامت برکاتہم نے کرایا ہے اور دُعاء بھی کرائی ہے، اِس پر مزید بیان کرنا بے موقع ہے۔ لیکن کچھ عرصے سے ایک چیز جو دل میں آتی ہے اور ہم طلباء سے بھی اُس کی گزارش کرتے رہتے ہیں اور علماء اور طلباء کے لیے خاص طور پر وہ بہت اہم ہے اور جو مذہبی لوگ ہیں اُن کے لیے بھی اُس چیز کی طرف توجہ کرنا بہت ضروری ہے دل چاہتا ہے کہ وہ عرض کی جائیں۔ لال مسجد کے حوالے سے جو سانحہ ہو چکا ہے آپ سب حضرات اُس سے واقف ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کل بھی ایک جگہ میں گیا ہوا تھا تو وہاں بھی لوگوں نے پوچھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ یہ سوال اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ لیکن اِس کا جواب مشکل بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ ہماری سمجھ میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جو سانحہ اور حادثہ ہوا ہے اور باطل قوتوں کو اِس کی جرأت ہوئی ہے اِس میں کچھ ہماری اپنی کمزوریوں کو دَخل ہے۔ اگر ہم اپنی وہ کمزوریاں دُور کرلیں تو انشاء اللہ باطل اِدھر رُخ بھی نہیں کر سکے گا بلکہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ آپ اُس کی گردن توڑ دیں۔ اُس کے لیے سب سے اہم بات جو ہے وہ یہ ہے کہ ہم میں یک جہتی پیدا ہو جائے اِس وقت علمائے دیوبند اور طبقۂ دیوبند اور اِس سے وابستہ لوگ پاکستان میں سب سے زیادہ ہیں، الحمد للہ اور اپنے نظریے پر پختگی کے اِعتبار سے بھی یہ بے مثال ہیں لیکن ایک چیز جو ہے وہ ہے چھوٹے چھوٹے (سیاسی) گروہ اور جماعتیں۔ بس ہم یہ درخواست کرتے ہیں سب لوگوں سے کہ جو بھی کسی (سیاسی) تنظیم سے اور جماعت سے وابستہ ہے وہ اُس تنظیم اور جماعت کے بڑوں سے یہ درخواست کرے کہ وہ اپنی تنظیم کو ختم کر کے بڑی تنظیم میں ضم کردے۔ اور (دینی سیاست کے علاوہ) جو وہ کام دین کا کر رہے ہیں جس میدان میں، وہ جاری رکھیں۔ کوئی ختمِ نبوت کے میدان میں کام کر رہا ہے، کوئی تصنیف و تالیف کے میدان میں کام کر رہا ہے، کوئی تبلیغی جماعت میں کام کر رہا ہے، کوئی کسی میدان میں یہ سب اہم میدان ہیں اِس کو نہ چھوڑیں اِس کو جاری رکھتے ہوئے جو ہماری سیاسی قوت ہے، اُس سیاسی قوت میں یک جہتی پیدا ہونی چاہیے سیاسی طور پر ہمارے فکر میں اِنتشار نہیں ہونا چاہیے یہ سیاسی فکر

میں جو اِنتشار ہے اور چھوٹی چھوٹی جو سیاسی کئی جماعتیں بنی ہوئی ہیں اِس نے ہماری قوت کو بکھیر رکھا ہے۔

بڑی تنظیم چھوٹی میں ضم نہیں ہو سکتی :

اَب اِس کا ایک تو حل یہ ہے کہ بڑی تنظیم چھوٹی تنظیم میں اپنے کو ضم کر دے، اور ایک یہ حل ہے کہ چھوٹی تنظیمیں اپنے وجود کو فنا کر کے بڑی میں ضم کر دیں اور اپنے وجود کو ختم کر دیں۔ تو بڑی تنظیم چھوٹی میں ضم ہو یہ نہیں ہوا کرتا یہ محال ہے یہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔ آپ دیکھیں کہ سمندر ہے مثال کے طور پر اِس میں دُنیا بھر کے دریا گرتے ہیں۔ دریائے نیل ہے، دریائے فرات ہے، دریائے راوی ہے، دریائے سندھ ہے، ستلج ہے، جمنا ہے، گنگا ہے اور دُنیا کے جتنے بڑے بڑے دریا ہیں چاہے بڑے دریا ہوں یا چھوٹے دریا ہوں جب سمندر کے پاس جاتے ہیں تو اپنا نام ونشان مٹا دیتے ہیں۔ سمندر میں جانے کے بعد کوئی دریا یہ نہیں کہتا کہ میں راوی ہوں، کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں ستلج ہوں، کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں سندھ ہوں، کوئی گنگا اور جمنا باقی نہیں رہتے۔ اگر سمندر میں جانے کے بعد بھی گنگا جمنا باقی رہے تو وہ سمندر نہیں ہے۔

ہماری قوت سمندر کی شکل اِختیار کر لے اِس کے لیے ضروری ہے کہ جتنی چھوٹی تنظیمیں ہیں یہ اپنے وجود کو فنا کر دیں۔ جیسے چھوٹے چھوٹے دریا جب سمندر میں گرتے ہیں تو اپنے وجود کو ختم اور فنا کر دیتے ہیں۔

فنا کی برکات :

اِس فنا کا فائدہ اور برکات کیا ہوتی ہیں؟ اُس کی برکات یہ ہیں کہ جب چھوٹے چھوٹے دریا اپنے کو فنا کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس کو سمندر کی شکل میں تبدیل کر دیتے ہیں جب سمندر کی شکل میں تبدیل ہوتا ہے تو اُس کے برکات اور فائدے ساری دُنیا کو محیط ہوتے ہیں۔ دریا کا فائدہ تو اُس علاقے کو ہے صرف جہاں سے وہ گزر رہا ہے، سمندر کا پوری دُنیا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ پھر اُس میں بحری بیڑے بھی چلیں گے، پھر اُس میں آبدوزیں بھی چلیں گی، پھر اُس میں جہاز رانی بھی ہوگی اور بہت کچھ ہوگا اُس میں، ساری دُنیا کا نظام اُس سے چلے گا لیکن اگر ہم کہیں کہ نہیں میں نے تو دریائے سندھ ہی رہنا ہے اور میں تو اپنے وجود کو نہیں مٹاؤں گا اور دریائے سندھ رہتے ہوئے ہی میرے اندر بحری بیڑا بھی چلنا چاہیے اور آبدوز بھی چلنی چاہیے اور بڑے چھوٹے سب جہاز ہونے چاہئیں تو یہ محال ہے، یہ نہیں ہو سکتا اور نہ آئندہ ہوگا قیامت تک۔

کافر اور باطل حکومتیں دو چیزوں سے ڈرتی ہیں :

سیاست بھی ایک (دینی) کام ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ [1] کہ بنواِسرائیل کے سیاسی اُمور انبیاء کرام انجام دیتے تھے اور باطل حکومتیں اور قوتیں جس چیز سے ڈرتی ہیں وہ دو چیزیں ہیں ایک سیاسی قوت، دُوسری عسکری قوت۔ عسکری قوت سیاسی قوت کے تابع ہوتی ہے اور سیاسی قوت اُس پہ حاوی ہوتی ہے اُسی کے تحت عسکری کارروائیاں کامیاب ہوتی ہیں اور اُن کے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ تو اگر کوئی حکومت ڈرے گی آپ سے تو وہ تب ڈرے گی کہ آپ سیاسی طور پر مضبوط ہو جائیں۔ اگر اُس کے علاوہ کسی اور حیثیت سے آپ مضبوط ہوں تو وہ نہیں ڈرے گی۔ اگر آپ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے سیدھا پاؤں ڈالیں اور نکلتے وقت اُلٹا پاؤں نکالیں، کُرتا پہنتے وقت سیدھا ہاتھ پہلے ڈالیں اور اُلٹا بعد میں ڈالیں اور نکالتے وقت اُلٹی ترتیب کر دیں تو امریکہ کہے گا اِس سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے، اُس سے کوئی نقصان نہیں، نہ امریکہ کا، نہ برطانیہ کا، نہ ہندو کا، وہ کہے گا ساری عمر چاہے آپ اِس پر عمل کرتے رہیں مجھے اِس سے کوئی نقصان نہیں۔ اُسے تکلیف جو ہوتی ہے وہ ہوتی ہے (مذہبی لوگوں کی) سیاسی قوت سے۔

اَب جو حالات دُنیا میں گزر رہے ہیں اُس میں علمائے دیوبند کی دو شکلوں میں قوت ظاہر ہوئی تھی ایک عسکری قوت، دُوسری سیاسی قوت۔ عسکری قوت افغانستان میں، عسکری قوت عراق میں۔

الجزائر کا اِنقلاب حضرت مدنیؒ کا فیض :

اور اُس سے پہلے الجزائر میں۔ یہ الجزائر کا نام لے رہا ہوں اس لیے کہ وہاں جو ہوا سب علمائے دیوبند کی وجہ سے ہوا۔ حضرت مولانا سید اَسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود بتایا کہ :

> ''میں مدینہ منورہ میں کھڑا تھا تو ایک بوڑھے شیخ مجھ سے آکر ملے، اُنہیں کسی نے بتایا کہ یہ مولانا حسین احمد کا لڑکا ہے، اُنہی کے اَلفاظ میں بتلا رہا ہوں۔ تو وہ مجھ سے آکر چپٹ گئے اور پھر اُنہوں نے (اپنا) تعارف کرایا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ جو الجزائر میں اِس وقت دین کا کام ہو رہا ہے اور دینی جماعتیں غالب آرہی ہیں یہ تمہارے باپ کا صدقہ ہے جب وہ مدینہ منورہ میں حدیث پڑھاتے تھے تو میں اُن سے یہاں حدیث پڑھتا تھا''۔

---

[1] بخاری شریف ص ۴۹۱

آپ نے سُنا ہوگا کہ پانچ چھ سال پہلے الجزائر میں مذہبی جماعت جیتی تھی سارے ووٹ اُس نے لیے تھے اور وہ (آئینی طور پر) برسرِ اقتدار آنے کو تھی کہ فوج نے مداخلت کر کے ناکام بنایا، اِس تحریک کے سربراہ یہی شیخ تھے [1] تو الجزائر میں جو خدمات ہیں وہ دیوبند کی ہیں، عراق میں بھی اِنہی کی ہیں، یہاں بھی اِنہی کی ہیں۔

تمام چھوٹی جماعتیں بڑی جماعت میں ضم ہو جائیں :

جتنی چھوٹی چھوٹی سیاسی جماعتیں ہیں اُنہیں چاہیے اپنے وجود کو ختم کر کر بڑی میں شامل ہو جائیں تو ہم عسکری طور پر بھی مضبوط ہوں گے سیاسی طور پر بھی مضبوط ہوں گے۔ اِس ملک میں میں نہیں کہتا کہ ہمیں عسکری قوت کے طور پر (کام کرنا چاہیے) کیونکہ یہاں ذرا اور نظام ہے، افغانستان کے اور عراق کے اور حالات ہیں، وہاں عسکری قوتوں کی ہم سب تائید کرتے ہیں۔ جو اہلِ حق ہیں جو مجاہدین ہیں اللہ اُن کی مدد فرمائے اُنہیں ثابت قدم رکھے، باطل کو شکستِ فاش ہو، اُنہیں ناکام و نامراد کرے۔ لیکن پاکستان میں ہم سیاسی قوتوں کے مقابلے میں ہیں اِس لیے اگر سیاسی قوت کے طور پر مضبوط ہوں گے تو عسکری قوتیں آپ کے تابع ہو جائیں گی، اِس لیے ضروری ہے کہ جو جس تنظیم سے وابستہ ہے اُس کے بڑوں کے سر، پاؤں میں ٹوپی رکھے پگڑی رکھے، ہم رکھنے کے لیے تیار ہیں ہمیں لے چلو کہ بھئی خدا کے لیے اپنے وجود کو ختم کرو اور اللہ سے ڈرتے ہوئے بڑی تنظیم میں شامل ہو جاؤ تاکہ ہم میں مضبوطی ہو۔ اُن کی خوشامد کرے وہ نہیں راضی ہوتے تو آپ اُنہیں چھوڑ کر خود بڑی تنظیم سے وابستہ ہو جائیں اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیں، اُن سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے، دست و گریبان نہیں ہونا اُنہیں چھوڑ دیں اور خود بڑی میں شامل ہو جائیں۔ تو یہ دو قوتیں ایسی ہیں کہ جس میں فی الوقت مضبوط ہونے کی ضرورت ہے۔

دَورانِ تعلیم طلباء کو عملی سیاست میں حصّہ نہیں لینا چاہیے :

مدارس میں تو سیاست نہیں ہوتی مگر امریکہ اور برطانیہ اِس لیے خائف ہیں کہ یہاں سے رجالِ کار تیار ہوتے ہیں حالانکہ مدرسہ میں تو سیاست نہیں ہوتی۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ جمعیت علمائے اِسلام کے امیر تھے لیکن مدرسے میں (عملی) سیاست

---

[1] شیخ محمد بشیر اِبراہیمی بحوالہ چراغ محمد ص ۴۷۶

پسند نہیں کرتے تھے، نہ کسی طالب علم کو طالب علمی کے دَوران سیاست کی اجازت دیتے تھے۔ایک دفعہ ایک مدرس تھے، ہمارے بھی اُستاد تھے اللہ اُن کی مغفرت فرمائے، اُنہوں نے کوئی سیاسی بات کی سبق میں۔حضرت کو علم ہوگیا بُلا لیا اور خوب اُنہیں ڈانٹا اور فرمانے لگے کہ آپ سبق میں سیاسی گفتگو کرتے ہیں کبھی میں نے بخاری شریف کے سبق میں کوئی سیاسی بات کی ہے۔حالانکہ سیاست میں تھے اور جمعیت کے امیر تھے لیکن سبق میں نہیں کرتے تھے سیاسی بات۔ ہمارا بھی یہی طریقہ ہے الحمد للہ۔ اِن طالب علموں کو یہی کہتے ہیں کہ پڑھنے کے دَوران صرف پڑھیں، بس محنت کریں۔ جب فارغ ہوجائیں تو پھر اپنے مزاج اور ذوق کے اِعتبار سے جس میدان میں دِل چاہے کام کریں۔وہ عمل کا وقت ہوگا۔

مدارس میں سیاست نہیں ہوتی مگر سیاستدان تیار ہوتے ہیں :

تو مدرسے میں سیاست نہیں ہوتی، مدرسے میں فوجی تربیت نہیں ہوتی لیکن یہاں رِجال تیار ہوتے ہیں، سیاست نہیں ہوگی سیاستدان تیار ہوں گے یہاں پر۔ ہمارے اَکابر کو دیکھ لیں حضرت گنگوہیؒ نے سیاست کی مدرسے سے پیدا ہوئے۔حضرت شیخ الہندؒ نے سیاست کی مدرسے سے پیدا ہوئے، حضرت مولانا شاہ اِلیاس صاحبؒ، حضرت مولانا یوسف صاحبؒ تبلیغی جماعت کے بانی یہ حضرات، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سب اِنہی حضرات کے طفیل پیدا ہوئے مدرسوں کے طفیل پیدا ہوئے۔ یہ ساری خدمات دُنیا میں جو ہورہی ہیں تبلیغی جماعت کی شکل میں ہو، ختمِ نبوت کی شکل میں ہو، سیاست کے رَنگ میں ہو، جہاد کے رَنگ میں ہو یہ دینی مدارس کی برکت ہے۔تو دینی مدارس کا تحفظ بھی اِس میں ہے کہ ہم سیاسی طور پر مضبوط ہوں۔اگر سیاسی طور پر مضبوط ہوں گے تو حکومتیں ڈریں گی اِس کے علاوہ باقی چیزوں سے وہ نہیں مرعوب ہوتیں۔

جتنی زیادہ چھوٹی چھوٹی تنظیمیں ہوں گی اُتنا ہی ایجنسیوں کا کام آسان ہوگا :

اِس لیے ضرورت ہے کہ اِس پُرفتن دَور میں جتنی چھوٹی تنظیمیں ہوں گی ایجنسیوں کا کام اُتنا آسان ہوجائے گا ایجنسی ایسا خوفناک چھپا ہوا دُشمن ہے کہ الامان والحفیظ اللہ ہی اِن کے شر سے بچائے ورنہ اِنسان کے بس میں نہیں ہے کہ اِن کے شر اور طاقت سے بچ سکے۔ طاقت بھی ہے، وسائل بھی ہیں اِن کے پاس اور چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور اپنا کام کرتے ہیں اور لوگوں کو اِستعمال کرتے ہیں۔تو جتنی چھوٹی تنظیم ہوگی اُن کو اِستعمال کرنا آسان ہوجائے گا جتنی بڑی تنظیم ہوگی اُسے اِستعمال نہیں کرسکیں گے۔

اِس لیے اِن حالات میں اور جو حالات گزر چکے ہیں، لال مسجد کے حوالے سے بھی دیکھیں، اللہ تعالیٰ اُن شہداء کو جو شہید ہو گئے بچے، بچیاں اور عبدالرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اِن سب کی شہادتوں کو قبول فرمائے اور اُس کے ثمرات اور برکات پاکستان اور بیرونِ پاکستان سب جگہ مرتب فرمائے اور باطل کو ناکام اور نامراد فرمائے۔تو یہ دینی مدارس ہمارے دین کے قلعے ہیں اِس وقت کفر کی نظر میں سب سے زیادہ یہی چبھ رہے ہیں۔ اُن کی کوشش یہ ہے کہ اِنہیں تباہ و برباد کیا جائے۔ٹونی بلیئر نے براہِ راست مدرسوں کا نام لے کر کہا، امریکہ کے بش نے براہِ راست مدرسوں کا نام لے کر اِن پر تنقید کی۔ اور لال مسجد کے موقع پر براہِ راست اُس نے کانفرنس کی۔ اُس نے کہا ہمارے حکم پر کام ہوا ہے، ہمارے کہنے پر کام ہوا ہے، ہم اِس میں شریک ہیں۔

لال مسجد کے جاں بحق ہونے والے سب شہید ہیں مگر اِن کو مارنے والے فوجی شہید نہیں ہیں :

تو جو صدر ہے ہمارا پرویز مشرف اِس کی اور جو اِس کے ساتھ اِس کام میں شامل ہیں اُن کے لیے یہ بہت بڑا شرمناک کام ہوا اور یہ بہت بڑی آخرت کی بربادی ہے۔ جتنے لوگ وہاں شہید ہوئے سب کے سب شہید ہیں کوئی شک نہیں اِس میں شرعًا اور جتنے فوجی اُن کے مقابلے میں مارے گئے لڑائی کے دَوران وہ شہید نہیں ہیں، ہم اُنہیں شہید نہیں مانتے، ہم اُنہیں کافر بھی نہیں کہتے، ہم اُنہیں یہ بھی نہیں کہتے حرام موت مر گئے، اُن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے لیکن شرعی قوانین اور ظاہری اُصولوں کے اِعتبار سے وہ شہید ہر گز نہیں ہیں (اس لیے کہ وہ ظالم تھے اور ظالم کو قاتل کہا جاتا ہے شہید نہیں)۔ جو اُن میں زندہ ہیں وہ توبہ کریں موت سے پہلے، جو مر گئے ہیں اُن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کہ اللہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو شرور و فتن سے محفوظ رکھے۔

علماء اور طلباء کے لیے چند دُعائیں :

اِس موقع پر چند دُعائیں ہیں جو طلباء کو بہت زیادہ اور علماء کو مانگتے رہنا چاہیے اور حدیث کی دُعائیں ہیں۔ وہ دُعائیں کچھ عرصے سے میں نے بتائی بھی ہیں پھر طلباء نے کہا لکھ دیں تو ہم نے لکھی بھی ہیں اَبھی تھوڑی تعداد میں ہیں زیادہ نہیں ہیں زیادہ تعداد میں بھی اِنشاء اللہ اِتوار کو دیں گے۔ اُن میں سب سے اہم جو دُعائیں ہیں ایک تو یہ مانگا کریں کہ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اے اللہ جو تیری پسندیدہ چیزیں ہیں بس ہمیں اُسی کی توفیق دے، تو اِس کا مطلب ہے ناپسندیدہ چیزوں سے بچالے۔ اور ایک دُعاء یہ مانگا

کریں کہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِكَ اے دِلوں کے پھیرنے والے ہمارے دِلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ (موت تک)۔ اور ایک دُعاء یہ مانگا کریں کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَابَطَنَ حدیث میں تو متکلم کا صیغہ ہے، اِس میں جمع کا صیغہ ہے اِس میں اپنے اپنے اہل و عیال، اَساتذہ سب کی نیت کر لیا کریں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَابَطَنَ اے اللہ ہمیں فتنوں سے بچا جو ظاہری ہیں اور جو پوشیدہ ہیں سب سے بچا۔ اور ایک یہ مانگا کریں کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اے اللہ مسیح دجال کے فتنے سے ہم سب کو بچالے۔ تو اللہ تعالیٰ جب دجال کے فتنے سے بچائیں گے جو سب سے بڑا فتنہ ہے تو چھوٹے موٹے فتنوں سے بطریقِ اَولیٰ بچائیں گے۔ تو پھر ایجنسیوں کے فتنے اور دیگر سب فتنوں سے اللہ بچائے گا انشاء اللہ۔ اور ایک دُعاء یہ مانگا کریں کہ اِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنَا اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اے اللہ جب تو کسی قوم کو فتنے میں مبتلا کرنے کا اِرادہ کرے تو بغیر فتنے میں مبتلا کیے مجھے اپنے پاس بلالے۔ یہ عربی نہ یاد رہے تو اُردو میں مانگ لیا کریں یہ دُعائیں۔

ہماری بھی نیت کیا کریں جب مانگیں، تو ہم آپ کی نیت کریں گے، انشاء اللہ۔ اللہ ہم سب کی دُعاؤں کو قبول فرمائے، فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

سورۂ کہف کا معمول :

اور سورۂ کہف کا معمول رکھیں ہر جمعے کو پڑھنے کا۔ ہر طالب علم اور ہر عالمِ دین سورۂ کہف ہر جمعے کو پڑھا کرے حدیث میں اِس کی بڑی فضیلت آتی ہے کہ جو اِسے پڑھے گا اللہ اُسے دجال کے فتنے سے بچالے گا۔ حافظوں کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ جو حافظ نہیں ہیں اور وہ پوری سورت نہیں پڑھ سکتے تو وہ روزانہ اِس کی پہلی دَس آیتیں پڑھ لیا کریں رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ یہاں یہ دَس آیتیں پوری ہو جاتی ہیں اور پندرہ سے بیس سیکنڈ لگتے ہیں دَس آیتیں پڑھنے میں۔ روز پڑھ لیں، چلتے پھرتے پڑھ لیں، وضو بھی شرط نہیں، بے وضو پڑھ لیں۔ یہ معمول بنالیں ہمیشہ کے لیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو فتنوں سے محفوظ فرمائے، ہم سے اپنے دین کا کام لے، اُسے قبول فرمائے۔ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ اور اُن کی شفاعت نصیب فرمائے، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ ✿ ✿ ✿

مرثیہ مولانا عبدالرشید غازیؒ

﴿ جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ﴾

ظالم نے تجھ کو مارا عبد الرشید غازیؒ ☆ لیکن سر نہ جھکایا عبدالرشید غازیؒ

حق بات کہنے والے اِسلام کے جیالے ☆ باطل تھا ڈگمگایا عبدالرشید غازیؒ

اِسلام کردو نافذ، روکو یہ بے حیائی ☆ تونے لگایا نعرہ عبدالرشید غازیؒ

تیری خطا یہی تھی طاغوت کی نہ مانی ☆ شیطان کو ستایا عبدالرشید غازیؒ

ترے باپ کی شہادت مقبولِ بارگاہ ہے ☆ جس نے تجھے سنوارا عبدالرشید غازیؒ

ہر غازی چاہتا ہے اُس کو ملے شہادت ☆ تونے یہ رُتبہ پایا عبدالرشید غازیؒ

واہ واہ نصیب تیرے صد رَشک ہوگئے ہیں ☆ باطل کو کب گوارا عبدالرشید غازیؒ

اے ظلم کرنے والو! اَب ہاتھ اپنے روکو! ☆ کر دے گا اِستغاثہ عبدالرشید غازیؒ

افضلؔ کی یہ دُعا ہے اے ربِ ذوالعطایا ☆ ہم کو بنا ، تھا جیسا ، عبدالرشید غازیؒ

عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

مکاری اور چالاکی کا مرض :

عورتوں میں چالاکی اور مکاری کا مرض ہے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو، اِس لیے کہ مجھے دِکھلایا گیا ہے اہلِ دوزخ میں تم سب سے زیادہ ہو۔ عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اِس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ تم لعنت و ملامت بھی کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو میں نے تم سے زیادہ ہوشیار مرد کی عقل سلب کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

عورتوں میں چالاکی اور مکاری کا مرض ہے۔ بڑے سے بڑے ہوشیار مرد کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ایسی اُتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقل مند بے عقل ہو جاتے ہیں۔ اِن کے لہجہ میں خلقۃً (پیدائشی طور پر) ایسا اَثر رکھا گیا ہے کہ خواہ مخواہ مرد اِس سے متاثر ہوتے ہیں اور اِس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ مکر اور چالاکی اِن میں زیادہ ہوتی ہے۔ عقل اور شے ہے اور مکر اور چالاکی دُوسری شے ہے۔ شیطان میں مکر اور چالاکی تھی عقل نہ تھی اِسی واسطے دھوکہ کھایا۔

غرض عقل اور شے اور چالاکی اور مکر اور چیز ہے۔ عقل محمود (پسندیدہ) ہے اور اِس کا نہ ہونا مذموم (عیب) ہے۔ چالاکی مذموم (بری عادت) ہے، اِس کا نہ ہونا پسندیدہ ہے۔ شریعت میں بھی یہ پسند نہیں کہ دُوسروں کو نقصان پہنچائے کیونکہ یہی مکر ہے۔ اِسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو نقصان سے نہ بچائے کیونکہ یہ کم عقلی ہے۔ غرض کہ عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں۔ اِس چالاکی اور مکر کی وجہ سے عقل مند کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں۔ چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے شوہر کا دِل اپنی طرف ہو جائے اور سب چھوٹ جائے۔ بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے پہلے اِن کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ شوہر ماں باپ سے چھوٹ جائے، یہ بہت ظلم کی بات ہے۔ (اِصلاح النساء ص ۱۸۸)

زیادہ بولنے کا مرض :

حدیث شریف میں ہے مَنْ سَکَتَ سَلِمَ جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی۔ واقعی زیادہ گناہ ہم لوگوں سے اِس زبان ہی کی بدولت ہوتے ہیں۔ خصوصًا عورتوں کو اِس قدر بولنے کا شوق ہوتا ہے کہ جب بیٹھیں گی تو باتوں کا وہ سلسلہ چلائیں گی کہ ختم ہی نہیں ہوگا۔ خدا جانے اُن کی باتیں اِتنی لمبی کیوں ہوتی ہیں اور جب یہ باتوں میں مشغول ہو جاتی ہیں تو اُن کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باتوں ہی کو اصلی مقصود سمجھتی ہیں۔ وہ مزے لے لے کر باتیں کرتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ترس ترس کر اِن کو دولت ملی ہے بخلاف مردوں کے کہ اُن کی باتوں اور تمام کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کو ختم کر کے وہ دُوسرے کام میں لگنا چاہتے ہیں۔ خدا کے واسطے اپنی عقل درست کرو۔ (الدنیا ص ۱۰۱)

یاد رکھو! زیادہ بولنے سے کوئی عزت نہیں ہوتی۔ عزت اُسی عورت کی ہوتی ہے جو خاموش رہے۔ اگر خاموش ہو کر ایک جگہ بیٹھ کر اللہ کا نام لے (تسبیح پڑھے) تو اُس کی بڑی قدر و وقعت ہوتی ہے۔ مگر باتیں کرنے کی جن کو عادت ہوتی ہے یہ کیسے چھوٹ سکتی ہے خواہ ذلت ورُسوائی ہو۔ کوئی اِن کی بات بھی کان لگا کر نہ سُنے لیکن اِن کو اپنی ہانکنے سے کام (یعنی بعض عورتوں کو باتیں کرنے کی) عادت پڑ جاتی ہے جیسے نمرود کو جوتیاں کھانے کی عادت پڑ گئی تھی)۔

قصہ یہ ہوا تھا کہ جب نمرود نے خدائی کا دعوی کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اُس کو بہت سمجھایا مگر نہ مانا اور برابر سرکشی کرتا رہا اور یہ کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے خدا کا لشکر منگالے۔ جانتا تھا کہ اِن کا مددگار ہے کون؟ اور اپنے لشکر پر گھمنڈ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی کے واسطے اُس کو اِطلاع دی کہ فلاں دن خدائی لشکر آئے گا تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اُس نے لشکر مہیا کیا اور خیال کرتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہی خیال ہے چنانچہ تھوڑی دیر میں مچھروں کا ایک غول ایک جانب سے آیا اور ایک ایک مچھر نے ہر سپاہی کے دماغ میں گھس کر اُس کا کام تمام کردیا (یعنی ہلاک کردیا)۔ نمرود یہ منظر دیکھ کر محل میں گھس گیا۔ ایک لنگڑا مچھر آ کر اُس کی ناک میں گُھس گیا اور دماغ پریشان کردیا، اگر سر میں جوتا لگتا تو کچھ چین آجاتا تھا۔ چنانچہ جو آتا تھا بجائے سلام کرنے کے چار جوتیاں اُس کے سر پر مارتا تھا۔ حق تعالیٰ نے دِکھلا دیا کہ تیری شوکت اور قدرت بس اِتنی ہی ہے کہ ایک مچھر نے اور وہ بھی لنگڑا، اُس نے تجھے پریشان کر ڈالا۔

اِسی طرح جو مرد اور جو عورتیں دین سے رشتہ چھوڑ کر اپنی خواہشاتِ نفسانی اور خرافات میں مبتلا ہیں اور اِس حالت میں وہ خوش ہیں، خدا کی قسم یہ جوتیاں کھانا ہے۔ بعض مردوں کو بھی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو فراغت (خالی وقت دیا) ہے مگر وہ اُس کی قدر نہیں کرتے، بس رات دن یہ مشغلہ ہے کہ کسی دُکان (ہوٹل وغیرہ) میں بیٹھ گئے اور کسی کی غیبت کرلی، کسی کے حسب ونسب میں طعن کر دیا، کسی کو صلاح دے دی، کسی کو بڑھا دیا، کسی کو گھٹا دیا۔ اُن سے کوئی پوچھے کہ اگر تم یہ باتیں نہ کرو تو تمہارا کون سا کام اَٹکا ہوا ہے اور اِس سے کسی اور کا کچھ نقصان نہیں اپنی ہی زبان اور دِل گندہ کرتے ہیں۔ اور بعض عورتیں تو (شیطانوں والے کام) خود بھی کرتی ہیں اور دُوسروں کو بھی سکھلاتی ہیں۔

بدگمانی :

عورتوں میں بدگمانی کا مادہ بہت ہے۔ تقریبات (شادیوں) کے ہنگامہ میں بعض دفعہ عورتیں زیور کو اُتار کر موقع بے موقع ڈال دیتی ہیں، پھر اُس کی تلاش میں تکلیف الگ ہوتی ہے اور بُرائیاں ہوتی ہیں۔ عورتوں میں بدگمانی کا مادہ بہت ہے۔ فوراً کسی کا نام لے دیتی ہیں کہ یہ کام اُس کا ہے، اِس لیے باہر پھرنے والی بچی کو جو کہ ناسمجھ بھی ہو، زیور پہنانا بڑی غلطی ہے۔ مگر عورتوں کو اِس کا خبط ہے اور غضب یہ کہ بچیوں کو بھی اِس کا شوق ہوتا ہے۔ اگر اُن کے ناک کان نہ بندھوائے جائیں تو روتی اور ضد کر کے بندھواتی ہیں چاہے تکلیف ہی ہو۔ (الفانی ص ۲۴۸)

لعن طعن اور کوسنے کا مرض :

(عورتوں کا ایک مرض ہے) لعنت، ملامت زیادہ کرنا۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ صُبح سے شام تک اُن کا یہی مشغلہ ہے کہ جس سے دُشمنی ہے اُس کی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اُس کو کوستی ہیں، اپنی اولاد کو کوستی ہیں، اپنی جان کو کوستی ہیں اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت کے قابل ہو یا نہ ہو، اُس کو بھی کوستی ہیں۔

یاد رکھو! بعض وقت قبولیت کا ہوتا ہے اور وہ کوسنا لگ جاتا ہے پھر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ ہمارے یہاں ایک شخص تشنج زدہ ہے (جو ایک بڑا مرض ہوتا ہے) جو کہ چارپائی سے ہل نہیں سکتا اور سخت تکلیف میں ہے۔ اُس کی ماں نے اُس کو کسی شرارت کی وجہ سے یہ کہا تھا خدا کرے تو چارپائی کو لگ جائے۔ خدا کی قدرت کہ وہ ایسا ہی ہو گیا اور اُس کی مصیبت خود والدہ صاحبہ کو ہی اُٹھانا پڑی۔ (اِصلاح النساء ص ۱۸۳ حقوق

الزوجین)۔الغرض بعض عورتیں اپنے بچوں کو کوستی ہیں اور کبھی وہ کوسنا لگ بھی جاتا ہے اور پھر سر پکڑ کر روتی ہیں۔(حقوق البیت ص ۵۵)

حسد :

حسد کا مرض بھی عورتوں میں بہت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر اِن کو حسد ہوتا ہے مثلاً اِسی پر حسد ہوتا ہے کہ ماں باپ کو یہ چیزیں (اور سامان) کیوں دیتا ہے۔ اگر ماں باپ نہ ہوتے تو یہ چیز ہمارے پاس رہتی۔

لیکن اے عورتو! میں تمہاری اِس بارے میں تعریف کرتا ہوں کہ تمہارا ایمان تقدیر پر مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ مردوں کو سینکڑوں وسوسے پیش آتے ہیں۔ علماء سے اُلجھتے ہیں لیکن تم کو اِس میں شک وشبہ بھی نہیں ہوتا مگر معلوم نہیں کہ یہ تمہارا تقدیر پر ایمان لانا اِس موقع پر کہاں گیا۔

خوب سمجھ لو! جس قدر تقدیر میں ہے وہ تم کو مل کر رہے گا۔ پھر حسد وجلن کاہے کے لیے کرتی ہو؟ اور یہی حسد ہے جس کی وجہ سے ہمیشہ اُن کی لڑائی رہتی ہے۔ لیکن کوئی عورت اِس کا اِقرار ہر گز نہ کرے گی کہ مجھ کو حسد ہے بلکہ مختلف پیراؤں میں جلن نکالتی ہے کہ فلانی میں یہ عیب ہے، فلانی باہر کی ہے شرافت میں میرے برابر نہیں ہو سکتی۔(اِصلاح النساء ص ۱۹۱) (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

قسط : ۲۰

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۶۲) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا . (ترمذی)

''فرمایا حضور علیہ السلام نے اے اللہ کردے رزق آلِ محمد علیہ السلام بقدرِ کفایت و حاجت''۔

سبحان اللہ! کیا رحم تھا آلِ محمد علیہ السلام پر اللہ کا کہ دُنیا سے اِن کو نہایت دُور رکھا اور کیسی شفقت تھی اور کس قدر خیال تھا اطاعتِ الٰہی کا جناب رسول مقبول علیہ السلام کو کہ اپنی ذات مقدسہ اور اپنی آل کو دُنیا سے ہٹائے رکھا اور دُنیا میں باوجود قدرتِ عیش و عشرت میں مشغول ہونے کے محض رضائے الٰہی کی غرض سے اور تعلیمِ اُمت کی غرض سے بالکل بچائے رکھا اور اِس مقدس تعلیم اور دُعا کی بدولت اہل بیت میں بڑے بڑے صاحب کمال لیکن دُنیا سے بیزار حضرات پیدا ہوئے۔ یہ بھی بڑی فضیلت ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کہ وہ دُنیا جیسی ناپاک چیز اور غفلت میں ڈالنے والی مہلک بیماری سے اپنے کو بچالے گئیں اور حضور علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے دین کا اعلیٰ رُتبہ حاصل کیا اور دُنیا کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی۔ اِس دُعا کی برکت تھی کہ خلافت حضرات اہل بیت کو موافق نہ آئی اور وہ حضرات اِس کی آسائش سے متنفع نہ ہو سکے چنانچہ اہل تواریخ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حال ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذرا سا لگاؤ بھی دُنیا کا اِن حضرات کے لیے پسند نہ کیا، گو کارِ خلافت بوجہ انتظامِ دین دینی کام تھا لیکن پھر بھی دین مقصود اور محض مشغولی حق سے کسی درجہ میں خالی تھا۔ اور یہ بات باریک ہے اہل بصیرت خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہاں علوم ظاہری و باطنی کے وہ حضرات مخزن رہے لَقَدْ اَحْسَنَ مَنْ قَالَ

اَرَی الزُّھَّادَ فِیْ رَوْحٍ وَّرَاحَۃٍ قُلُوْبُھُمْ عَنِ الدُّنْیَا مُزَاحَۃٌ
اِذَا اَبْصَرْتَھُمْ اَبْصَرْتَ قَوْمًا مُلُوْکَ الْاَرْضِ سَمَّیْتَھُمْ سَمَاحَۃً

بڑی آمدنی جو زکوٰۃ کی تھی حضور ﷺ نے اہل بیت پر حرام فرمادی تھی جس کا مفصل بیان گزر چکا۔
جس کو خدا کی محبت کا مزہ آجاتا ہے ماسوی اللہ اُس کے نزدیک ہیچ اور ناچیز نظر آتا ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْہُ رِزْقًا وَّاسِعًا اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ سَبْعًا اور حدیث میں ہے کَانَ (اَیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یَمْنَعُ اَھْلَہُ الْحِلْیَةَ وَالْحَرِیْرَ رواہ النسائی والحاکم کذا فی کنوز الحقائق للمناوی یعنی آپ اپنے اہلِ بیت کو زیور اور ریشم سے منع فرماتے تھے (یعنی بطریق استحباب واِختیارِ زُہد) اور نسائی میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے یَمْنَعُ اَھْلَہُ الْحِلْیَةَ وَالْحَرِیْرَ وَیَقُوْلُ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْیَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِیْرَھَا فَلَا تَلْبَسُوْھَا فِی الدُّنْیَا کہ اگر تم زیور جنت کا اور ریشم جنت کا پسند کرتی ہو (اور ملنا چاہتی ہو) تو دُنیا میں نہ پہنو۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کو ریشم اور قز کے (جو خاص قسم کا ریشم ہے) سربند اُڑھاتے تھے۔ سو جواب یہ ہے کہ وہ معمولی درجہ کا ریشم تھا جس میں زیادہ زینت اور شان وشوکت جو شریعت میں اعلیٰ درجہ کی مذموم ہے نہیں ہوتی اور حدیث میں ہے کہ مُتْ فَقِیْرًا وَلَا تَمُتْ غَنِیًّا کہ فقیری کی حالت میں مر اَور دولت مندی کی حالت میں نہ مر، خوب سمجھ لو۔

تنبیہ : کہاں ہیں ترقی کے خواہاں اور اِسلام کے جھوٹے شیدائی کافروں کی مشابہت اختیار کرنے والے، کیا ترقی کے یہی سامان ہیں جو آپ لوگوں نے اِختیار کیے ہیں حتّٰی کہ بعض لوگ تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے یا ترقیٔ اسلام کے سامان زُہد، تقوی، خیر خواہی اُمت وغیرہ وغیرہ ہیں۔ افسوس صد افسوس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین نے تو اِسی رضائے الٰہی اور اطاعتِ حق اور حرص وطمع اور خوش پوشاکی وخوش خوراکی ترک کر کے بہت کچھ اِسلام کی ترقی کر دکھائی تھی اور آج جہاں کہیں جو کلمہ گو نظر آتا ہے وہ اُنہی حضرات کا فیض ہے مگر آپ نے تو کوئی جھنڈا اِسلامی نہیں قائم کیا جس میں ذرا بھی ترقی کا نمونہ نظر آئے، محض اَغیار کی بندگی کو اپنا فخر سمجھتے ہو۔ اَب بھی جن کا ایمان درست ہے تو وہ مقدس زاہد صاحبِ علم وعقل مردانِ خدا حضرات ہی کی بدولت وہ ایمان صحیح اور قائم ہے ورنہ آپ جیسے مقتدا تو ایک دِن میں گلے میں چلیپا ڈلوا دیں۔

میرے بھائیو! میری نصیحت کا بُرا نہ مانو میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں مگر ہر بات میں اتباعِ نبوی ﷺ ملحوظ رکھتا ہوں، چند روزہ دُنیا ہے وہاں جا کر یہ عیش وعشرت سب خاک میں مل جاوے گا اور سوائے غلامانِ

رسول ﷺ کوئی نجات نہ پائے گا اَب بھی آپ لوگ کسی اہل بصیرت کی خدمت کر کے اسلام اور متعلقاتِ اسلام سے آگاہی حاصل کر کے سنتِ نبوی ﷺ پر عمل درآمد کیجیے ورنہ بجز تباہی اور افسوس اور کچھ حاصل نہ ہوگا ع بر رسولا بلاغ باشد وبس

وَلَقَدْ نَادَیْتُ لَوْ اَسْمَعْتُ حَیًّا وَلٰکِن لَّا حَیَاۃَ لِمَنْ اُنَادِیْ

اگر ذرا بھی غور کیجیے گا اور تھوڑی سی بھی اہلیت حبِ خالق کی ہوگی تو اِس قدر مضمون کافی ہے۔ یہ قلیل آپ کے ذہن میں کثیر ہو جاوے گا اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ مشہور ہے۔ (جاری ہے)

وفیات

بانئ جامعہ حضرت اقدسؒ کے پرانے محبؒ محترم الحاج عبدالرشید صاحب ۳۱ جولائی کو راجگڑھ لاہور میں عارضۂ قلب کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ مرحوم علماء کرام کا بہت احترام کرتے تھے اور نیک سیرت انسان تھے۔

لندن کے محترم شفیق صاحب و برادران کی خالہ صاحبہ گزشتہ ماہ لندن میں وفات پا گئیں۔

جامعہ مدنیہ کے قدیم فاضل مولانا قاضی عبدالقدیر صاحب کے جواں سال بیٹے سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے گزشتہ ماہ وفات پا گئے۔

حضرت مولانا درخواستی صاحبؒ کے نواسے مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی ۲۵ اگست کو خانپور میں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

ظہاراور روزہ توڑنے میں کفارہ بالصوم

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

مضمون کا مقصد :

وَکَفَّرَ کَکَفَّارَةِ الْمظَاهِرِ الثَّابِتَةِ بِالْکِتَابِ وَاَمَّا هٰذِهٖ فَبِالسُّنَّةِ (تنویر مع الدُّر) (قوله وَکَفَّرَ) اَیْ مِثْلَهَا فِی التَّرْتِیْبِ فَیَعْتِقُ اَوَّلًا. فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ صَامَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ اَطْعَمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا لِحَدِیْثِ الْاِعْرَابِیِّ الْمَعْرُوْفِ فِی الْکُتُبِ السُّنَّةِ . (ردُّالمحتار ص ۱۱۹ ج۲)

فَاِنْ عَجَزَ عَنِ الصَّوْمِ لِمَرَضٍ لَایُرْجٰی بُرْؤُهٗ اَوْ کِبَرٍ اَطْعَمَ اَیْ ملك سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا. (دُرمختار، کفارة الظهار) فَلَوْ بَرِئَ وَجَبَ الصَّوْمُ .

فقہ وفتاوٰی کی کتابوں کے اِن حوالوں سے معلوم ہوا کہ کفارہ میں روزہ رکھنا ہی متعین ہے الا یہ کہ آدمی کو بڑھاپے کی وجہ سے یا ناقابلِ علاج مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو بلکہ اِن کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ اگر مذکورہ مریض بعد میں کبھی ٹھیک ہوجائے تو اُس کا اِطعام کالعدم ہوجائے گا اور روزہ رکھنا واجب ہوگا جیسا کہ (رَدالمحتار ص ۶۳۲ ج ۲) میں ہے فَلَوْ بَرِئَ وَجَبَ الصَّوْمُ . اور اِسی طرح بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ''لیکن اگر بعد میں صحت وتندرستی حاصل ہوجائے تو روزے رکھنے پڑیں گے۔''

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ظہار توڑنے کے اور روزہ توڑنے کے کفارہ میں روزہ رکھنے کی طاقت و اِستطاعت سے کیا مراد ہے؟ کیا اِس سے (۱) وہ صحت وتندرُستی مراد ہے جو عمر بھر میں جب بھی حاصل ہوجائے اور اُس میں اِن عوارض کا لحاظ نہ کیا جائے جو روزہ رکھنے میں مشقت کے موجب ہیں یا (۲) وہ صحت و تندرُستی مراد ہے جو خاص اَدائیگی کے وقت ہو یا (۳) وہ صحت وتندرُستی مراد ہے جس میں مشقت کے موجب عوارض نہ ہوں مثلاً شدتِ شہوت، بھوک کی عدم برداشت اور روزے کا طبیعت پر گراں ہونا یا دُوسرے لفظوں میں روزے کی عادت نہ ہونا۔

روزے کی اِستطاعت اُس وقت ہے جب مشقت کے موجب عوارض نہ ہوں اور اِستطاعت میں اَدائیگی کے وقت کا اِعتبار ہے :

ہم نے دلائل پر جتنا غور کیا ہے اُس سے ہمارے سامنے یہ بات آئی ہے کہ دو مہینے متواتر روزے رکھنے کی استطاعت میں ادائیگی کے وقت کا بھی اعتبار ہے اور مشقت کے موجب عوارض کا بھی اعتبار ہے اور کفارہ میں متواتر ساٹھ روزے رکھنے کی اِستطاعت اُس وقت کہلائے گی جب ادائیگی کے وقت صحت و تندرُستی بھی ہو اور مشقت کے موجب عوارض بھی نہ ہوں۔

دیکھیے ایک صحابی نے اِس وجہ سے کہ کہیں رمضان میں اپنا روزہ نہ توڑ بیٹھیں اپنی بیوی سے ظہار کر لیا لیکن پھر ایک رات اُن سے صبر نہ ہو سکا اور بیوی سے صحبت کر بیٹھے۔ پھر آکر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے جب اِن کو کفارے میں متواتر ساٹھ روزے رکھنے کو کہا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ هَلْ اَصَبْتُ الَّذِیْ اَصَبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّیَامِ اور اِس طرح اپنی شدتِ شہوت کی طرف اِشارہ کیا جس کا بیان حدیث کے شروع میں ہوا ہے کہ کُنْتُ امْرَأً اُصِیْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَالَا یُصِیْبُ غَیْرِیْ. (ابوداؤد. باب فی الظھار) اور بتایا کہ اِن میں شدتِ شہوت کی وجہ سے متواتر روزے رکھنے کی اِستطاعت نہیں ہے۔ اِس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَاَطْعِمْ وَسَقًا مِّنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا.

آپ ﷺ نے نہ تو اِن سے یہ فرمایا کہ ابھی تو صدقہ دے دو پھر بعد میں کبھی عمر بھر میں شہوت کی شدت ٹوٹ جائے تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تم صحت مند و تندرُست ہو اور تم میں روزے رکھنے کی اِستطاعت ہے لہٰذا تم کو روزے ہی رکھنے ہوں گے۔ غرض آپ ﷺ نے ایک تو اَدائیگی کے وقت اِستطاعت کے ہونے نہ ہونے کا اِعتبار کیا اور دُوسرے محض صحت و تندرُستی کو کافی نہ سمجھا بلکہ شدتِ شہوت کی موجودگی کا بھی اِعتبار کیا۔

علامہ عبدالعزیز بخاری رحمہ اللہ اُصولِ بزدوی پر اپنی شرح (کشف الاسرار ص ۲۰۶ ج ۱) میں لکھتے ہیں :

یَعْنِیْ کَمَا اَنَّ الْمُعْتَبَرَ اَلْعَجزُ الْحَالِیْ فِیْمَا ذَکَرْنَا فَکَذٰلِکَ هُوَ الْمُعْتَبَرُ فِیْ جَمِیْعِ الْکَفَّارَاتِ فِیْ نَقْلِ الْحُکْمِ عَنْ وَّاجِبٍ اِلٰی مَابَعْدَهٗ مِثْلَ کَفَّارَةِ

الظِّھَارِ وَالصَّوْمِ وَالْقَتْلِ فَلْیُعْتَبر فِیْ جَمِیْعِھَا اَلْعَجْزُ الْحَالِیْ فِیْ نَقْلِ الْحُکْمِ عَنِ الرَّقَبَۃِ اِلَی الصَّوْمِ وَکَذٰلِکَ فِی النَّقْلِ عَنِ الصَّوْمِ اِلَی الْاِطْعَامِ فِیْ کَفَّارَۃِ الصَّوْمِ وَالظِّھَارِ حَتّٰی لَوْمَرِضَ اَیَّامًا کَفَّرَ بِالْاِطْعَامِ جَازَ وَاِنْ قَدَرَ عَلَی الصَّوْمِ بَعْدُ .

یعنی جیسے موجودہ عجز اِس مذکور میں معتبر ہے اِسی طرح وہ تمام کفاروں میں بھی معتبر ہے اور حکم ایک واجب سے اگلے واجب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے مثلاً کفارہ ظہار اور کفارہ صوم اور کفارہ قتل اِن سب میں غلام آزاد کرنے سے روزے رکھنے کی طرف حکم کے منتقل ہونے میں موجودہ عجز ہی کا اعتبار ہونا چاہیے۔ اور اِسی طرح کفارہ ظہار اور کفارہ صوم میں روزے رکھنے سے کھانا کھلانے کی طرف حکم کے منتقل ہونے میں موجودہ عجز ہی کا اِعتبار ہونا چاہیے اِس لیے اگر کوئی شخص چند ایام بیمار رہا اور اُس دوران اُس نے کھانا کھلا دیا تو جائز ہے اگرچہ بعد میں اُس کو روزے رکھنے کی قدرت حاصل ہو جائے۔

روزہ توڑنے سے متعلق حدیث میں جو واقعات ذکر ہوئے ہیں اُن میں سے ایک میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صاحبِ قصہ سے پوچھا فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ یا اُن سے فرمایا صُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ تو اُنہوں نے فوراً یہ جواب دیا کہ لَااَسْتَطِیْعُ یا لَااَقْدُرُ یعنی مجھے متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت و اِستطاعت نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بلا کسی پس وپیش کے اِن کی بات کو قبول فرمالیا اور اُن کو اگلی شق یعنی اِطعام کا حکم دیا حالانکہ وہ صاحبِ تندرُست وتوانا تھے کہ رمضان کے روزے بھی رکھ رہے تھے اور پھر روزے ہی کی حالت میں جماع کیا تھا۔ اِس قصّہ میں شدتِ شہوت کا مسئلہ بھی نہیں تھا کیونکہ ظہار کے کفارہ کے برعکس وہ اپنے کفارہ میں روزوں کی اَدائیگی کے ساتھ ساتھ رات کو بیوی سے صحبت کرسکتے تھے۔

اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک تندرُست وتوانا آدمی جس میں شدتِ شہوت کا مسئلہ بھی نہیں تھا اُس کے عدمِ اِستطاعت اور عدمِ قدرت کے دعوے کو کس عارض کی وجہ سے قبول کیا گیا؟

اِس بارے میں جو جامع بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اِستطاعت سے

مراد وہ اِستطاعت ہے جو مشقت کے موجب عوارض سے خالی ہو اور یہ عوارض بہت سے ہو سکتے ہیں۔
مولانا مفتی شفیع رحمہ اللہ بھی اَحکام القرآن میں لکھتے ہیں :

یَدْخُلُ فِیْ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اَصْلَ الصِّیَامِ اَوْلَایَسْتَطِیْعُ تَتَابُعَہٗ بِسَبَبٍ مِّنَ الْاَسْبَابِ کَکِبَرٍ اَوْ مَرَضٍ لَایُرْجٰی زَوَالُہٗ اَوْ فَرْطُ شَھْوَۃٍ لَایَصْبِرُ بِھَا عَنِ الْجِمَاعِ کَمَا یُؤَیِّدُہُ الْحَدِیْثُ الْوَارِدُ فِیْ ذٰلِکَ.(احکام القرآن ص ۱۹ جزء ۵)

روزہ رکھنے کی اِستطاعت نہ رکھنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو سرے سے روزہ نہیں رَکھ سکتے یا متواتر روزے نہیں رَکھ سکتے خواہ کوئی بھی سبب ہو مثلاً بڑھاپا یا لازوال مرض یا شدتِ شہوت ، جس کی وجہ سے جماع کے بغیر نہیں رہ سکتا جیسا کہ اِس کی تائید اِس حدیث سے ہوتی ہے جو اِس بارے میں وارِد ہوئی ہے۔

i- شدتِ شہوت جس کا بیان اُوپر ظہار کی حدیث میں گزرا۔

ii- شدتِ جوع جیسا کہ ابو حیان کی ذکر کردہ ایک حدیث میں مذکور ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ فَقَالَ وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اِذَا لَمْ آکُلْ فِی الْیُوْمِ وَاللَّیْلَۃِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ کَلَّ بَصَرِیْ وَخَشِیْتُ اَنْ تَعْشُوَ عَیْنِیْ . (رُوح المعانی ص ۱۵ جزء ۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ واللہ یارسول اللہ اگر میں دن رات میں تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤں تو میری آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور مجھے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں میری آنکھیں بھینگی نہ ہو جائیں۔

iii- پان ، تمباکو ، سگریٹ اور چائے کی پختہ عادت۔

iv- کوئی پیشہ ایسا ہو جس کے ساتھ روزے رکھنا بہت مشکل ہو۔

v- موسم بہت گرم ہو اور آدمی میں روزے کے ساتھ موسم کی برداشت نہ ہو۔

vi- روزے کا طبیعت پر زیادہ گراں ہونا۔

آخری چار عوارض کا بیان یہ ہے کہ اُوپر روزہ توڑنے والے کے قصہ میں روزوں کی اِستطاعت کے نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ لہٰذا اِس میں ہر ایسے عارضہ کا اِحتمال ہے جو موجبِ مشقت ہو۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ خوشی خوشی روزے کی مشقت کو برداشت کرتے ہیں اور بہت سے نفلی روزے رکھ لیتے ہیں اور آخرت میں باب الریان سے بلائے جانے کے حق دار ہوں گے جبکہ بعض ایسے ہوتے ہیں جو فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے شاذونادر ہی رکھتے ہیں اور روزوں میں بہت گرانی محسوس کرتے ہیں۔ اُن لوگوں کے لیے متواتر ساٹھ روزے رکھنا تو سخت مشقت کی بات ہے۔

خصوصیت کا دعوٰی اور اُس کا جواب :

ہماری بات کے برعکس عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ ظہار کے قصہ میں بھی اور روزہ توڑنے کے قصّہ میں بھی صاحبِ قصّہ کو خصوصی رعایت دی گئی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ اِن قصّوں میں دو باتیں مذکور ہیں :

i- صاحبِ قصّہ کے عدمِ استطاعت کے دعوے کو قبول کرنا۔

ii- کفارہ کی کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلانے کو کہنا۔

پہلی بات میں خصوصیت کا دعوٰی کرنا دعوٰی بلا دلیل ہے حالانکہ خصوصیت پر کوئی دلیل وقرینہ ہونا ضروری ہے۔ اِس ضرورت کی تائید اِس عبارت سے ہوتی ہے۔

قَالَ فِیْ نَصْبِ الرَّایَةِ قَالَ الْمُنْذِرِیُّ فِیْ حَوَاشِیْهِ وَقَوْلُ الزُّهْرِیْ اِنَّمَا کَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَّهٗ خَاصَّةً دَعْوٰی لَمْ یَکُنْ عَلَیْهَا بُرْهَانٌ وَقَالَ غَیْرُهٗ اِنَّهٗ مَنْسُوْخٌ وَهُوَ اَیْضًا دَعْوٰی .

''نصب الرایہ میں ہے علامہ منذری رحمہ اللہ نے اپنے حواشی میں لکھا ہے کہ امام زُہری رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ یہ خاص اُس شخص کے لیے رُخصت تھی دعوٰی بلا دلیل ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ حکم منسوخ ہے یہ بھی نرا دعوٰی ہے۔''

دُوسری بات میں صاحبِ قصّہ کی خصوصیت مُسلَّم ہے کیونکہ کفارہ میں صدقہ غیروں کو دینا ہوتا ہے اور اُن کو اِسی کا حکم دیا گیا۔ اُن کے یہ عرض کرنے پر کہ میرے گھر والوں سے زیادہ غریب تو پورے مدینہ میں کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ یہ گفتگو خصوصیت پر قرینہ ہے اور

اِس خصوصیت کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ اَبوداؤد میں ہے :

زَادَ الزُّھْرِیُّ وَاِنَّمَا کَانَ ھٰذَا رُخْصَةً لَّهٗ خَاصَّةً ۔ (وَحَاصِلُ مَعْنٰی ھٰذَا الْقَوْلِ اِنَّهٗ لَمَّا وَجَبَ عَلَیْهِ الْکَفَّارَةُ بِاِفْسَادِ الصَّوْمِ بِالْجِمَاعِ ثُمَّ اَمَرَهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَدَائِهَا بِاِعْطَاءِ الْعَرْقِ لَهٗ فَاعْتَذَرَ بِالْفَقْرِ وَالْجُوْعِ فَاَبَاحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِطْعَامِهٖ اَهْلَهٗ فَهٰذَا الْحُکْمُ مُخْتَصٌّ بِهٖ) فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ (اَیْ اِفْسَادَ الصَّوْمِ) الْیَوْمَ (اَیْ بَعْدَ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) لَمْ یَکُنْ لَّهٗ بُدٌّ مِنَ التَّکْفِیْرِ (اَیْ مِنْ اَدَاءِ الْکَفَّارَةِ ۔ فَلَوْ اَطْعَمَ الْیَوْمَ قَدْرَ الْکَفَّارَةِ مِنَ التَّمْرِ وَغَیْرِهٖ اَهْلَهٗ لَایَکُوْنُ مُؤَدِّیًا لَّهَا بَلْ یَکُوْنُ دَیْنًا عَلَیْهِ وَیَجِبُ عَلَیْهِ اَدَائُهَا ۔

امام زُہری رحمہ اللہ نے جو یہ کہا کہ یہ خاص اُس شخص کے لیے رُخصت تھی تو اِس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جماع کر کے روزہ توڑنے سے اُس شخص پر کفارہ واجب ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس کو حکم دیا کہ وہ تھیلے کی کھجوریں فقراء میں تقسیم کردے لیکن جب اُس شخص نے اپنے گھر والوں کے فقر اور بھوک کا عذر پیش کیا تو آپ ﷺ نے اُس کو حکم دیا کہ اچھا یہ اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دو تو یہ حکم (یعنی یہ کہ اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دو) اِس کے ساتھ مختص تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد اگر کوئی روزہ توڑے تو اُس پر کفارہ کی اَدائیگی لازم ہے۔ اگر آج کوئی کفارہ کے بقدر کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دے تو اِس سے کفارہ اَدا نہیں ہوتا بلکہ کفارہ کی اَدائیگی اُس پر باقی اور واجب رہے گی۔

مُظاہر اور مفطر صوم کے قصوں میں خصوصیت کے دعوٰی سے متعلق مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ معارف السنن میں لکھتے ہیں :

وَقَعَ فِیْ رِوَایَةٍ وَهَلْ لَقِیْتُ مَالَقِیْتُ اِلَّا مِنَ الصِّیَامِ وَهِیَ رِوَایَةُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ کَمَا فِی الْعُمْدَةِ وَالْفَتْحِ رَوَاهَا الْبَزَّارُ کَمَا فِی

التَّلْخِیْصِ ...... وَیُؤَیِّدُہٗ مَا فِیْ حَدِیْثِ سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ عِنْدَ اَبِیْ دَاوٗدَ فِی الْمُظَاھِرِ زَوْجَتَہٗ وَھَلْ اَصَبْتُ الَّذِیْ اَصَبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّیَامِ ...... فَاقْتَضَتْ اَنَّ عَدَمَ اسْتِطَاعَتِہِ الصِّیَامَ لِشِدَّۃِ شبقِہٖ وَعَدَمِ صَبْرِہٖ عَنِ الْوِقَاعِ وَھَلْ یَکُوْنُ ذٰلِکَ عُذْرًا ؟

قَالَ الشَّیْخُ فَالصَّحِیْحُ عِنْدَ الشَّافِعِیَّۃِ اِنَّ ذٰلِکَ عُذْرٌ وَلَیْسَ بِعُذْرٍ عِنْدَ الْحَنفِیَّۃِ وَلَمْ یَجِبِ الْحَنَفِیَّۃُ عَنْ ھٰذَا الْاِشْکَالِ . قَالَ یُحْمَلُ ھٰذَا عَلٰی خُصُوْصِیَّۃِ ھٰذَا الرَّجُلِ. قَالَ وَاَخَذْتُ ھٰذَا مِنْ اَنَّ کُلَّ فَرِیْقٍ مِّنَ الْحَنفِیَّۃِ وَالشَّافِعِیَّۃِ مُضْطَرُّوْنَ اِلٰی دَعْوَی الْخُصُوْصِیَّۃِ. فَاضْطَرَّ الشَّافِعِیَّۃُ اِلَیْھَا فِیْ اِجْرَاءِ الْکَفَّارَۃِ بِاَدَاءِ الطَّعَامِ اِلٰی اَھْلِہٖ فِیْ وَجْہٍ عِنْدَھُمْ خُصُوْصِیَّۃٌ لِذٰلِکَ الرَّجُلِ وَلَا تَتَاَدّٰی الْکَفَّارَۃُ بِمِثْلِ ھٰذَا عِنْدَ بَعْضِھِمْ وَاَنَّ الْکَفَّارَۃَ دَیْنٌ عَلٰی ذِمَّتِہٖ یُؤَخَّرُ اِلٰی حِیْنِ قُدْرَتِہٖ .

فَاِذَا جَازَ لَھُمْ اِدِّعَاءُ الْخُصُوْصِیَّۃِ فِیْ مَسْأَلَۃٍ جَازَلَنَا اِدِّعَاؤُھَا فِیْ مَسْأَلَۃٍ اُخْرٰی وَھِیَ الْعُدُوْلُ عَنِ الصِّیَامِ اِلَی الْاِطْعَامِ لِشِدَّۃِ شبقِہٖ وَعَدَمِ صَبْرِہٖ عَنِ الْجِمَاعِ. نَعَمْ اِنَّ اِدِّعَاءَ الْخُصُوْصِیَّۃِ لَیْسَ لَہٗ ضَابِطَۃٌ مُّعَیَّنَۃٌ وَاِنَّمَا یُعْرَفُ ذٰلِکَ بِالذَّوْقِ السَّلِیْمِ . وَمِنَ الْخُصُوْصِیَّۃِ جَوَازُ تَضْحِیَۃِ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ النِّیَارِ بِالْجَذْعِ حِیْنَ اَمَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا تَجْزِئُ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ . (رواہ البخاری فی صحیحیہ فی الاضاحی.

(معارف السنن ص ۳۹۸. ۳۹۶ ج۵)

ایک روایت کے یہ الفاظ کہ هَلْ لَقِیْتُ مَالَقِیْتُ اِلاَّ مِنَ الصِّیَامِ اور دُوسری روایت کے الفاظ هَلْ اَصَبْتُ الَّذِیْ اَصَبْتُ اِلَّامِنَ الصِّیَام (یعنی جو کچھ مجھ سے ہوا روزہ رکھنے کی وجہ سے ہوا)۔ اِن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے روزہ رکھنے کی عدمِ استطاعت اُس کی شہوت کی شدت اور جماع سے صبر نہ کر سکنے کی وجہ سے تھی۔ تو

کیا شدتِ شہوت بھی عذر ہے؟

مولانا انورشاہ رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ شوافع کے یہاں یہ عذر ہے حنفیہ کے یہاں نہیں ہے لیکن حنفیہ نے اِس اشکال کا کوئی جواب بھی نہیں دیا۔ مولانا نے کہا کہ یہ بھی اُس شخص کی خصوصیت پر محمول ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات اِس وجہ سے کہی ہے کہ حنفیہ اور شوافع دونوں ہی خصوصیت کا دعوی کرنے پر مجبور ہیں۔ بعض شوافع کہتے ہیں کہ اُس شخص کی خصوصیت اِس میں تھی کہ وہ کفارہ کی کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اُس شخص پر کفارہ کی ادائیگی باقی رہی اگر چہ قدرت ہونے تک مؤخر ہوئی۔

تو جب ایک مسئلہ میں شوافع کے لیے خصوصیت کا دعوی کرنا جائز ہے تو دُوسرے مسئلہ میں یعنی کفارہ کے روزوں کے بجائے کھانا کھلانے میں ہمارے لیے خصوصیت کا دعوٰی کرنا جائز ہے۔ خصوصیت کے دعوے کے لیے کوئی ضابطہ متعین نہیں ہے اِس کو صرف ذوقِ سلیم سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اور خصوصیت کی ایک مثال حضرت ابوبُردہؓ کے لیے بھیڑ کے (چھ ماہ سے کم عمر کے) بچے کی قربانی کا جواز ہے۔ جب نبی علیہ السلام نے اُن کو اِس کی قربانی کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہارے بعد کسی اور کے لیے یہ کفایت نہ کرے گا۔

یہاں مولانا بنوریؒ مولانا انورشاہ کشمیریؒ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ مذکور قصوں میں دو باتیں ہیں :

دُوسری بات یعنی کفارہ کی کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلانے کے حکم میں صاحبِ قصہ کی خصوصیت تھی۔ شافعیہ نے اِس خصوصیت کا قول کیا ہے۔ مولانا کشمیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلی بات یعنی تندرست و توانا صاحبِ قصہ سے عدمِ استطاعت صوم کے قول کو قبول کر کے صدقہ کا حکم کرنا اِس کے بارے میں حنفیہ نے کچھ کلام نہیں کیا۔ لیکن خود مولانا رحمہ اللہ یہ جواب دیتے ہیں کہ شافعیہ جب دُوسری بات میں خصوصیت کا قول کرتے ہیں تو ہم حنفیہ پہلی بات میں (بھی) خصوصیت کا قول کرتے ہیں اور اِس میں مولانا کشمیری رحمہ اللہ مدار ذوقِ سلیم کو بناتے ہیں۔

اِس کلام پر ہمارا تبصرہ :

1- مولانا کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اِنَّ ادِّعَاءَ الْخُصُوْصِیَّةِ لَیْسَ لَهٗ ضَابِطَةٌ مُّعَیَّنَةٌ وَاِنَّمَا یُعْرَفُ ذٰلِكَ بِالذَّوْقِ السَّلِیْمِ یعنی خصوصیت کے لیے کوئی متعین ضابطہ نہیں ہے جس سے خصوصیت کی پہچان ہو سکے۔ اِس کو تو صرف ذوقِ سلیم سے پہچانا جا سکتا ہے۔

ہم کہتے ہیں مولانا رحمہ اللہ کی اِس بات سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ خصوصیت کو محض ذوقِ سلیم کی بنیاد پر ثابت نہیں مانا جا سکتا بلکہ اِس کے لیے قرائن و دلائل کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ اُوپر علامہ منذری ؒ کے حوالہ سے بھی ذکر ہوا۔ پھر خود مولانا رحمہ اللہ نے حضرت ابو بردہؓ کی خصوصیت کی جو مثال ذکر کی ہے اُسی کے ساتھ حدیث میں خصوصیت پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی ہیں کہ وَقَالَ لَا تَجْزِیْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ (کہ تمہارے بعد یہ کسی اور کو کفایت نہ کرے گا)۔

ظاہری دلیل وقرینہ نہ ہونے کی صورت میں حکم کو صرف اُس وقت خصوصیت پر محمول کیا جا سکتا ہے جب اِس کی کوئی اور توجیہ ممکن نہ ہو اور جب کوئی اور توجیہ ممکن ہو تو خصوصیت پر محمول کرنا خلافِ اصل ہے۔

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:30 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر : 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درسِ حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

جس مسلمان کی نمازِ جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں پڑھیں اُس کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے

عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ، فَكَانَ مَالِكٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلٰثَةَ صُفُوْفٍ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ . (ابو داوٗد بحواله مشكوة ص ۱۴۷)

حضرت مالک بن ہبیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو سنا آپ فرمارہے تھے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوجاتا ہے پھر اُس کی نمازِ جنازہ مسلمانوں کی تین صفوں پر مشتمل جماعت پڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے (مغفرت اور جنت) واجب فرمادیتے ہیں۔ (حدیث کے راوی) حضرت مالک بن ہبیرہؓ کا معمول تھا کہ اگر کسی جنازہ میں تھوڑے آدمی دیکھتے تو اِس حدیث کی وجہ سے اُنہیں تین صفوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہوگئے تو وہ اُس کے لیے آگ سے حجاب بن جائیں گے

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ قَالَ اجْتَمِعْنَ فِىْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِىْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَامِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ . (بخارى ج۱، مشكوة ص ۱۵۳)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دِن) ایک خاتون رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگیں کہ یارسول اللہ ﷺ مرد حضرات تو آپ کے اِرشادات سے اِستفادہ کرتے رہتے ہیں آپ ایک دن ہمارے لیے بھی مقرر فرمادیجیے تاکہ ہم اُس دن آپ کی خدمت میں جمع ہوجائیں اور آپ ہمیں اُن باتوں کی تعلیم دیں جو اللہ نے آپ کو بتلائی ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تم سب فلاں دن فلاں وقت فلاں جگہ اکٹھی ہوجانا۔ چنانچہ جب سب عورتیں جمع ہوگئیں تو رسولِ کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اُنہیں وہ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلائی تھیں۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے جس نے اپنی اَولاد میں سے تین بچے آگے بھیج دیئے (یعنی اُس کے تین بچے فوت ہوگئے) تو وہ بچے اُس کے لیے آگ سے پردہ ہوجائیں گے (یعنی اُسے دوزخ میں نہ جانے دیں گے)۔ اُن عورتوں میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر کسی عورت کے دو بچے فوت ہوگئے ہوں (تو کیا اُس کے لیے بھی یہی بشارت ہے؟) اُس عورت نے اپنی یہ بات دو بار دوھرائی۔ اِس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کے دو بچے فوت ہوگئے ہوں، جس کے دو بچے فوت ہوگئے ہوں، جس کے دو بچے فوت ہوگئے ہوں (اُس کے لیے بھی یہی بشارت ہے)۔

اگر کسی ماں باپ کے تین بچے فوت ہوگئے تو اللہ تعالیٰ اُن ماں باپ کو اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل فرمائیں گے

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰى لَهُمَا ثَلٰثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمَا فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَانِ قَالَ اَوِاثْنَانِ، قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ . (مسند احمد بحواله مشكوة ص ١٥٣)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جن دو

مسلمانوں کے (یعنی ماں اور باپ کے) تین بچے مرجائیں تو اللہ اپنے فضل و رحمت سے اُن دونوں کو (یعنی ماں باپ کو) جنت میں داخل فرمائیں گے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جن کے دو بچے مرگئے ہوں (اُن کے لیے بھی یہ بشارت ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جن کے دو بچے بھی مرجائیں۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ اگر کسی کا ایک بچہ مرجائے (تو اُس کے لیے بھی یہ بشارت ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر کسی کا ایک بچہ بھی مرجائے (تو اُس کے والدین کے لیے بھی یہ بشارت ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہوگیا تو وہ بھی اپنی ماں کو اپنی آنول نال کے ساتھ جنت میں کھینچ کر لے جائے گا بشرطیکہ اُس کی ماں نے صبر کیا ہو اور اُس کے گرنے کو اپنے حق میں ثواب شمار کیا ہو۔

اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہوگئے تو وہ اُس کے لیے ایک مضبوط پناہ ہوں گے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلٰثَۃً مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ یَبْلُغُو الْحِنْثَ کَانُوْا لَہٗ حِصْنًا حَصِیْنًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَ اَبُوْذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَیْنِ قَالَ وَاثْنَیْنِ قَالَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ اَبُو الْمُنْذِرِ سَیِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَ وَاحِدًا. (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی اَولاد میں سے ایسے تین بچے آگے بھیجے جو اَبھی بالغ نہیں ہوئے تھے تو وہ اُس شخص کے لیے آگ سے ایک مضبوط پناہ ہوں گے۔ (یہ سُن کر) حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ میں نے تو دو بچے آگے بھیجے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا دو بچے بھی (پناہ ہوں گے)۔ حضرت اُبی بن کعبؓ جن کی کنیت ابوالمنذر رہے جو سید القراء (تمام قاریوں کے سردار) ہیں وہ بولے کہ میں نے تو ایک ہی بچہ آگے بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اور ایک بچہ بھی (آگ سے پناہ ہوگا)۔

قسط : ۹

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

۱۰۔ پروٹوکول کا خلاصہ :

ہمارا پاسپورٹ : طاقت، دروغ بیانی اور دعوی ہے۔ ہمارا حق ہماری قوت میں پوشیدہ ہے۔ اِس میں کوئی عیب نہیں ہے کہ تم جاسوس اور سراغ رساں بنو۔ ہمارے نزدیک آزادی قانون کے دائرے میں اِقدامیت کا نام ہے۔ قوانین جب تک ہمارے منشاء کے مطابق ہوں گے ہم تمام آزادیوں پر قابض ہو جائیں گے۔ ہم آزادی کی وہ شکلیں پیدا کریں گے جو ہمارے منشاء اور خواہش کے مطابق ہوں۔

قانون سازی اور اُس کے نفاذ کے پیچھے ہمارے ہاتھ ہیں۔ ہمارا دخل الیکشن کے معاملات میں بھی ہے اور صحافت اور نشر و اِشاعت میں بھی۔

ہم یہودیوں کے ذہن میں یہ واضح رہنا چاہیے کہ ہم نے کمیونزم کے ذریعہ ''گوییم'' (Gentiles) ''دیگر اَقوام'' کے اندر سخت اِنتشار اور اَنار کی پیدا کر دی ہے۔

دُنیا کی قومیں سوشلسٹ اِنقلاب کے نتائج سے چیخ پڑیں اور بھاگ کر اُنہوں نے پناہ لینا چاہی تو ہماری گرفت میں آ گئیں کیونکہ مالی مدد کے بغیر کوئی جدوجہد نہیں ہو سکتی اور مال ہمارے ہاتھ میں ہے۔ غیر یہودی قوموں کی غذائی ضروریات اُنہیں ہمارے سامنے ذِلت پر مجبور کر دیتی ہیں۔

ہمارے نمائندے عالمی مسائل کو اِس طرح بیان کرتے ہیں اور اُنکا ایسا تجزیہ کرتے ہیں جو ہمارے مصالح و مفادات کے عین مطابق ہوتا ہے۔ صحافت اور تمام ذرائع اِبلاغ ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ اَدب اور صحافت دو زَبردست طاقتیں ہیں جو ہمارے تصرف میں ہیں۔

ہم نے حکومتوں اور قوموں کے درمیان ایک کھائی اور خندق پیدا کر دی ہے۔ آپ کو

یاد رہنا چاہیے کہ آج ہم اپنے مقاصد کے بہت قریب آچکے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے جب علامتی سانپ کے دونوں جبڑے مل جائیں گے جس کو ہم نے اپنی قوم کے لیے بطورِ مثال کے اِستعمال کیا ہے۔ اِس کے بعد پورا یورپ ہمارے قبضہ میں ہوگا اور سخت فولادی شکنجہ میں کَس دیا جائے گا۔

اِستبدادی طاقتوں، ڈکٹیٹروں اور ملکوں کے سخت گیر حاکموں کی زبان پر یہ وعدے ہوں گے کہ وہ اپنی قوموں کے لیے عدل و اِنصاف، خوشحالی اور فارغ البالی اور اَقوامِ عالم کی ترقی کے خواہاں اور اُس کے لیے کوشاں ہیں اور وہ عالمی برادری سے تعلقات مستحکم کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اِس کا تذکرہ نہیں کریں گے کہ یہ عالمی وحدت ہمارے ذریعہ اور ہمارے تصرف میں ہوگی۔ دُنیا کی حکومت ہمارے خلاف شکلی اِحتجاج کرتی نظر آئے گی تو اَندر سے وہ ہمارے مَشوروں اور فیصلوں کے تابع ہوگی۔

طاقت حق کے ساتھ نہیں رہتی۔ صحافت کی آزادی، عقیدہ و مذہب کی آزادی اور سماجی آزادی کے خیالات خام لوگوں کے ذہنوں سے ہمیشہ کے لیے نکل جانے چاہئیں۔

ہم دُنیا کی حکومتوں کا پہیہ گُھمانے کی طاقت رکھتے ہیں کیونکہ سونا ہمارے ہاتھ میں ہے۔

صحافت کو چاہیے کہ وہ سَنسنی خیز، ہیجان انگیز، سَستی اور بے حقیقت ہو، اور کوئی اِعلان اَخبارات میں ہماری نظروں سے گزرے بغیر شائع نہ ہونے پائے۔

اَنبیاء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اَقوامِ عالَم پر حکمرانی کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہمارے سامنے عیسائیت کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے چند سال رہ گئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم عیسائیوں کے ذہنوں سے خدا کا تصور نکال دیں۔ ہمیں فریب، دروغ گوئی، رِشوت اور خیانت میں دیگر اَقوام کے ساتھ ذرا بھی تردُّد نہ کرنا چاہیے۔ ہمیں کسی چیز کو خیر اور اعلیٰ اقدار کا ایک حصہ ہونے کی حیثیت سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ ہمیں بس ضرورت اور مصلحت کو پیش نظر رکھنا ہے۔ ہم اَقوامِ عالَم کے درمیان حسد و بغض و نفرت کے جذبات بھڑکا کر اور اُن کے اَخلاق و کردار کو تباہ و برباد کرکے ہی حکومت

کر سکتے ہیں۔ ''گویم'' (غیر یہودی اَقوام) بکریوں کے ریوڑ ہیں اور ہم اُن کے بھیڑیئے۔ (فری میسن) ماسونی تنظیم جو پوری دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے ہماری مدد کر رہی ہے، ہم کو چاہیے کہ ہم اِیمانی عقائد کی زنجیر توڑ دیں۔

ہم جب اپنی مملکت حاصل کرلیں گے اُس وقت اپنے عقیدہ کے علاوہ ہم کسی عقیدہ کو نہیں رہنے دیں گے، اِس لیے ہمیں تمام اَدیان اور عقائد کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔ اگر اِس کے نتیجہ میں ملحدین پیدا ہوں تو کوئی حرج نہیں، یہ ہمارے نقطۂ نظر سے متصادم نہیں بلکہ ایک عبوری دَور ہے، عنقریب یہودی بادشاہ پوری دُنیا کا پوپ بن جائے گا۔ آج عقیدہ کی آزادی کا دَور دورہ ہے لیکن چند ہی سالوں میں عیسائیت کا مکمل سقوط ہو جائے گا پھر دُوسرے مذاہب کے ساتھ تصرف ہمارے لیے آسان ہوگا، ہم دینی نمائندوں کے اَثرات بہت محدود کر دیں گے۔'' [1]

صہیونیت یہودیوں کا نیا دین :

میرا اِحساس یہ ہے کہ صہیونیت ایک سیاسی اور دینی تحریک کی حیثیت سے یہودی دین کا ضمیمہ ہے جو دو ٹھوس بنیادوں تورات اور تلمود پر قائم ہے اور میرا خیال ہے کہ صہیونی ذمہ داروں کے پروٹوکول دینِ یہود کی تیسری بنیاد و اَساس ہیں۔ موجودہ یہودی دین کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ دین محرف ہے۔ یہودیوں کے مجرمانہ کردار کا پسِ منظر وہ مظالم نہیں ہیں جن کا اُنہوں نے اپنی طویل تاریخ میں سامنا کیا بلکہ درحقیقت اُن کا یہ محرف دین ہی اُن کے مجرمانہ مزاج کا سبب ہے۔ تورات و تلمود اِن کے بگڑے ہوئے دینی پروہتوں اور پُجاریوں کی تعلیمات اور بزرگانِ صہیون کے تخریبی منصوبوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اُن کے اِس محرف دین نے اُن کے اَندر جرم، کینہ، کرپشن، پستی و گراوٹ، درندگی، تعصب اور غرور کا آمیزہ تیار کر دیا ہے جس نے اُن کے لیے خون ریزی، معصوم بچوں اور عورتوں کے ساتھ سفاکی، دروغ بیانی اور بدعہدی کو اعلیٰ اَخلاق باوَر کرا رکھا ہے۔

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صہیونیت یہودیت سے جداگانہ کوئی شئے ہے حالانکہ حقیقت میں وہ ایک

---

[1] Protocol of the learned Elders of Zion Briton Pub Societv 1992

ہی سکّہ کے دو رُخ ہیں۔ صہیونیت یہودیت کے نفاذ کا آلۂ کار ہے۔ کوئی یہودی بھی آپ کو صہیونیت کا مخالف نہیں ملے گا جس کا مقصد یہ ہے کہ یہودیوں کو فلسطین کی سرزمین پر بسایا جائے اور ایک عظیم اِسرائیلی مملکت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو یہودی بظاہر صہیونیت سے اِختلاف کرتے نظر آتے ہیں وہ ایک خاص منصوبہ کے تحت ایسا کرتے ہیں اور اُن کی تعداد ڈیڑھ کروڑ یہودیوں میں چند ہزار اَفراد کی ہے۔

میری نظر میں صہیونیت پُر تشدد یہودیت کا دُوسرا نام ہے۔ یہودی مؤرخ ''ایلی لیوی'' کہتا ہے :

''ہم جب غور کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ صہیونیت چار مختلف اَدوار پر محیط ہے۔ پہلا دَور تورات کا، دُوسرا ہرزل سے پہلے کا، تیسرا دَور ہرزل کے زمانہ کا جو ۱۹۰۴ء سے شروع ہوکر ۱۹۱۸ء پر ختم ہوتا ہے، چوتھا دَور بلفور کے اِعلان کے بعد کا۔''[1]

یہودی مؤرخ مزید کہتا ہے :

''ہم کہہ چکے ہیں کہ سب سے پہلے موسٰی نے صہیونیت کا محل تعمیر کیا، اُس کو مستحکم کیا اور اُس کے سیاسی اُصول کی نشر و اِشاعت کی۔ واقعات اِس کے شاہد ہیں کہ صہیونیت ایک طویل زنجیر کی کڑی ہے۔''[1]

اِس یہودی مؤرخ کے اِقتباس سے یہ اَمر واضح ہے کہ صہیونیت ہی فی الحقیقت وہ یہودی تحریک ہے جس نے حضرت موسٰی کے زمانہ سے قومی رُوح کو بیدار کیا جیسا کہ اُس کا دعوٰی ہے اِس لیے یہودیت اور صہیونیت میں فرق کرنا مناسب نہیں ہے۔

یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ ہر یہودی صہیونی ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر صہیونی یہودی ہو۔ کیونکہ بعض مغربی زُعماء جن کو صہیونیت نے خریدا اور اُن کے ضمیر کا سودا کیا جیسے چرچل، ایڈن، ٹرومین، آئزن ہاور، کنیڈی اور جانسن وغیرہ اِس پر فخر کرتے تھے کہ وہ صہیونیت کے مددگار ہیں۔ چرچل اکثر کہا کرتا تھا کہ وہ خالص صہیونی ہے اور اُسے اِس پر فخر ہے۔ یہی حال ۱۹۱۷ء کے برطانیہ کے وزیر خارجہ آرتھر بلفور کا تھا جو صہیونیت کے مقاصد کی تکمیل کے لیے بڑا پُر جوش تھا اور روت شیلڈ اور حائم وائزمین (ہرزل کے نائب) کا گہرا دوست تھا۔ یہ بلفور وہی ہے جس نے یہودیوں کے لیے فلسطین کو وطن بنانے کا حسبِ وعدہ اِعلان کیا۔ (جاری ہے) ☆☆☆

---

[1] یقظة العالم الیھودی (یہودی دُنیا کی بیداری) مؤلف ایلی لیوی، طبع شدہ مطبع النظام مصر ۱۹۳۴ء ص ۱۶ [2] سابق مآخذ

دینی مسائل

﴿ بیویوں میں برابری کرنے کا بیان ﴾

مسئلہ : جس کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے جتنا ایک عورت کو دیا ہے دُوسری بھی اُتنے ہی کی دعویدار ہوسکتی ہے۔ اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دُوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اِس کے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اُس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال، زیور، کپڑے اِس کو دیئے اُتنے ہی کی دُوسری عورت دعویدار ہے۔ البتہ اگر ایک مالدار گھرانے کی ہو اور دُوسری غریب گھرانے کی ہو تو پھر ہر ایک کے حسبِ حال خرچہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ : جس کا نیا نکاح ہوا اور جو پرانی ہو چکی دونوں کا حق برابر ہے کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ : برابری فقط رات کے رہنے میں ہے دِن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دُوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آ گیا اور دُوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہوا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دِن کو گھر میں رہتا ہو جیسے چوکیدار، پہرے دار، اُس کے لیے دِن کو برابری کا حکم ہے۔

مسئلہ : صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے۔ یعنی اگر ایک کی باری میں صحبت کی ہے تو دُوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں، البتہ مستحب ہے۔

مسئلہ : ایک بیوی کی باری میں رات کے وقت یعنی مغرب کے بعد سے دُوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔ ہاں اگر وہ بیمار ہو تو اُس کی عیادت کے لیے جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ زیادہ بیمار ہوجائے اور اُس کی خبر گیری کرنے والا کوئی اور نہ ہو تو شوہر اُس کی صحت یا موت تک اُس کے پاس رہ سکتا ہے۔

مسئلہ : جب شوہر ایسا بیمار ہوجائے کہ ایک بیوی کے کمرے یا گھر سے دُوسری بیوی کے کمرے یا

گھر تک نہیں جا سکتا تو اِس میں دو صورتیں ہیں :

1- اگر شوہر خاص اپنے کمرے میں ہو تو ہر بیوی کو اُس کی باری میں اپنے کمرے میں بلا لے۔

2- صحت تک ایک بیوی کے کمرے یا گھر میں رہے اور جتنے دن یہاں رہا اُتنے ہی دُوسری کے ہاں رہے۔ یہ اِس صورت میں ہے جب شوہر سب کے ہاں اُتنی مدت رہنے کی نیت کرے ورنہ صحت کے بعد نئے سرے سے باری کرے۔

مسئلہ : ایک بیوی اپنی باری سوکن کو دے سکتی ہے لیکن بعد میں اگر کسی وقت وہ دوبارہ اپنی باری جاری کرنے کا مطالبہ کرے تو جائز ہے اور اُس کی باری ملے گی۔

مسئلہ : اگر کوئی اپنی بیویوں میں برابری نہ کرتا رہا اور اَب سمجھ آئی تو آئندہ سے برابری کرے اور سابقہ غلطی پر توبہ کرے۔

مسئلہ : ایک کی باری میں دُوسری سے صحبت نہ کرے اگرچہ دِن میں ہی ہو۔

مسئلہ : ایک عورت سے زیادہ محبت ہے اور دُوسری سے کم ،تو اِس میں کچھ گناہ نہیں کیونکہ دِل اپنے اِختیار میں نہیں ہوتا۔

مسئلہ : سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈال لے جس کا نام نکلے اُس کو لے جائے تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔ سفر میں ساتھ لے جانے کا برابری میں حساب نہ ہوگا۔

found.

نام کتاب : شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے معمولاتِ رمضان

رشحاتِ قلم : متعدد علماء

صفحات : ۱۳۱

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد، نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

''معمولاتِ رمضان'' میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے مختلف رمضان کے معمولات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اِس کتاب میں حضرت مولانا نور الحسن راشد، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبد العظیم ندوی اور صوفی محمد اقبال صاحبؒ کے مقالات شامل ہیں اور دیباچہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی مدنیؒ کا تحریر کردہ ہے۔ کتاب کو پڑھنے سے نہایت ہی کیف وسُرور حاصل ہوتا ہے اور عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رمضان کی مبارک ساعتوں کو سلیقہ سے گزارنے کے لیے اور صحیح معنٰی میں رمضان کی برکات سے متمتع ہونے کے لیے اِس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

نام کتاب : نغماتِ اَنور

مجموعۂ کلام : حافظ نور محمد انورؒ

صفحات : ۷۴

ناشر : مکتبہ الفاروق، شہاب پارک نیو بھوگیوال لاہور نمبر ۹

قیمت : ۴۰/

''نغماتِ اَنور'' مجموعۂ کلام ہے حافظ نور محمد مرحوم کا۔ اِس مجموعہ میں حمدِ باری، نعتِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم، سلام بحضورِ خیر الانام ﷺ، مناقبِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر عنوانات سے متعلق حافظ صاحبؒ کے کلام کو جمع کیا گیا ہے۔

❁

نام کتاب : اَنگوٹھی (اُردو ترجمہ اَحکامُ الخواتیم)

تالیف : علامہ ابن رجب حنبلیؒ

ترجمہ : پیرزادہ مفتی شمس الدین صاحب

صفحات : ۷۲

ناشر : مکتبہ النور مدینہ مارکیٹ عقب جامعہ ابوحنیفہؒ کراچی

قیمت : درج نہیں

زیرِ نظر کتاب ''اَنگوٹھی'' درحقیقت علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ کی عربی کتاب ''احکامُ الخواتیم'' کا ترجمہ ہے۔ اِس کتاب میں مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب وسنت کی روشنی میں اَنگوٹھی کے مفصل احکام ذکر کیے ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرد وعورت کے لیے کس دھات کی اَنگوٹھی جائز ہے اور کس کی ناجائز، اَنگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیے کس میں نہیں اور کونسی اُنگلی میں پہننا بہتر ہے۔ اَنگوٹھی میں نگینہ اور اَنگوٹھی میں آیات وغیرہ کا لکھنا کیسا ہے؟ اپنے موضوع سے متعلق یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

❁

نام کتاب : عکسِ جمیل

تالیف : مفتی خالد محمود

صفحات : ۱۸۶

ناشر : القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد، نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

حضرت مفتی جمیل خان صاحب رحمہ اللہ کا شمار اُن شخصیات میں ہوتا ہے جو اپنی مختصر سی حیاتِ مُستعار میں وہ کارہائے نمایاں اَنجام دے گئے جو بڑی سے بڑی جماعتوں اور تحریکوں سے بھی ممکن نہیں۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک دَردمند دل اور حساس طبیعت کے اِنسان تھے۔ آپ کی زندگی سعیِ پیہم اور جہدِ مسلسل سے عبارت تھی۔ دینِ متین کی اِشاعت اور اَکابر کے علوم و معارف کی طباعت سے آپ کو قلبی لگاؤ تھا۔ قرآنِ پاک آپ کے رَگ و پے میں بسا ہوا تھا۔ آپ خود حافظ تھے اور دِلی خواہش تھی کہ اُمتِ مسلمہ کے نونہال بھی اِس لازوال دولت سے مالا مال ہوں۔ اِس کے لیے آپ نے ''اِقرأ روضۃ الاطفال'' کے نام سے ایک عظیم اِدارہ قائم فرمایا جو آپ کی اَنتھک محنت اور جدوجہد کے طفیل مُلک کے طول و عرض میں پھیل گیا اور آپ کی دیکھا دیکھی اور بہت سے دُوسرے اَفراد نے بھی حفظِ قرآن کے ایسے ہی بہت سے اِدارے قائم کرلیے۔

''عکسِ جمیل'' میں مفتی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت اور آپ کے کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے وابستگان کے لیے خصوصًا اور دیگر اَفراد کے لیے عمومًا یہ ایک بہترین تحفہ ہے۔

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۴/ اگست کو تقریب ختم بخاری کے بعد جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

6/ اگست کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب وفاق المدارس العربیہ کے اِجلاسِ شوریٰ میں شرکت کی غرض سے ملتان تشریف لے گئے۔ رات قاری عبدالحمید صاحب کے مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن میں گزاری۔ صبح 7/ اگست کو اِجلاس میں شرکت کی، اجلاس کے اختتام پر مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ہمراہ ہوائی اڈے اُن کو رُخصت کرنے کے لیے گئے۔ بعد اَزاں حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب ؒ کے مزار پر حاضری دی۔ بعد ازاں دفتر ختم نبوت تشریف لے گئے جہاں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے دوپہر کے کھانے کا اہتمام فرمایا۔ عصر کی نماز کے بعد دفتر ختم نبوت سے روانگی ہوئی اور حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمہ اللہ اور حضرت شاہ رُکن عالم رحمہ اللہ کے مزارات پر حاضری کے بعد لاہور کے لیے روانگی ہوئی، رات 2:00 بجے بخیریت لاہور واپسی ہوئی۔

۲۶/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱/ اگست ۲۰۰۷ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات نہایت خوش اسلوبی سے ہوئے والحمدللہ۔

۱۵/ اگست کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب لاہور سے صبح 11:00 مَری کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں شام 4:00 بجے مولوی محمد مصعب سیرین فاضل جامعہ مدنیہ جدید کے اِسرار پر مدرسہ تعلیم القرآن دینہ میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا بعد اَز نمازِ عصر مدرسہ ھذا میں طلباء و طالبات سے بیان فرمایا۔ مغرب کی نماز راولپنڈی میں جامعہ جدید کے طالب علم محمد فیاض کے گھر پڑھی، بعد اَزاں مَری کے لیے روانہ ہوئے۔ رات 11:00 بجے حاجی محمد شعیب صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور رات کا قیام حاجی صاحب کے گھر فرمایا۔ اَگلے روز صبح 11:00 بجے حاجی صاحب سے رخصت ہو کر جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم حسین احمد کے ہمراہ بکوٹ ضلع ایبٹ آباد کے لیے روانہ ہوئے، بکوٹ میں سجادہ نشین محمد اَظہر صاحب بکوٹی سے

ملاقات ہوئی۔ بکوٹ شریف میں جمعہ کے دِن حضرت نے خطبہ دیا اور اِسلام میں عورتوں کے حقوق سے متعلق بیان فرمایا۔ سہ پہر کو راولپنڈی کے لیے روانہ ہوئے اور حاجی خدابخش صاحب کی طرف سے رات کے کھانے کی دعوت پر رات 9:30 بجے اُن کی رہائشگاہ راولپنڈی پہنچے۔ رات دیر ہوگئی لہٰذا رات کا قیام وہیں ہوا، اگلی صبح راولپنڈی سے بعد فجر لاہور کے لیے روانگی ہوئی، راستے میں گکھڑ منڈی میں حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ کی مزاج پرسی کی اور دُعا کی درخواست کی۔ دوپہر 2:00 بخیریت لاہور واپسی ہوئی۔

۴؍ اگست کو جناب حافظ رشید احمد صاحب و حافظ فرید احمد صاحب اور محترم سرور صاحب الحسینی ختمِ بخاری شریف میں شرکت کے لیے کراچی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔

۱۵؍ اگست کو انگلینڈ سے جناب مستقیم صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کے تعلیمی و تعمیری اَحوال دیکھ کر خوشی و مسرت کا اِظہار کیا۔ آپ ۱۸؍ اگست کو انگلینڈ واپس تشریف لے گئے۔

۴؍ شعبان المعظم مطابق ۱۸؍ اگست بروز ہفتہ ''دورۂ صرف و نحو'' کا آغاز ہوا جس میں ملک بھر سے طلباء شریک ہیں۔ حضرت مولانا حسن صاحب نے ''دورۂ صرف و نحو'' شروع کرایا، والحمدللہ۔

۲۱؍ اگست کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا خلیل صاحب کی دعوت پر اُن کے گاؤں رسول پورہ رائیونڈ تشریف لے گئے، وہاں مغرب کے بعد مسجد میں عدل کے فوائد و برکات اور اہمیت پر مفصل بیان فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)